تنظیم اسلامی کا ترجمان

20

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

8 تا 14 ذوالقعدہ 1441ھ / 30 جون تا 6 جولائی 2020ء

قائداعظم نے فرمایا:

’’وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں۔ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اُن کی ملّت کی عمارت استوار ہے۔ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امّت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن کریم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے، ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک کتاب، ایک امّت۔‘‘

اجلاس مسلم کراچی 1943ء

اس شمارے میں

یہی ہے مرنے والی اُمتوں کا عالم پیری

اللہ و رسول ﷺ کی فرمانبرداری اور تعظیم

کرونا وبا اور ہمارا طرزِ عمل

امریکا مکافاتِ عمل کی زد میں (III)

کرونا وائرس اور فریضۂ دعوت دین

جہنم اور جہنم میں لے جانے والے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب / حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

الھدیٰ (893)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ المُؤمِنُون | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 49، 50

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ لَعَلَّہُمۡ یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡیَمَ وَاُمَّہٗۤ اٰیَۃً وَّاٰوَیۡنٰہُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیۡنٍ ﴿۵۰﴾

آیت: ۴۹ ﴿وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ لَعَلَّہُمۡ یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾﴾ ’’اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تا کہ وہ ہدایت پائیں۔‘‘

آیت: ۵۰ ﴿وَجَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡیَمَ وَاُمَّہٗۤ اٰیَۃً﴾ ’’اور ہم نے ابن مریم (عیسیٰؑ) اور اُس کی والدہ (مریم) کو ایک نشانی بنا دیا‘‘

﴿وَّاٰوَیۡنٰہُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیۡنٍ ﴿۵۰﴾﴾ ’’اور ہم نے ان دونوں کو ایک اونچے ٹیلے پر پناہ دی جو پُرسکون اور چشموں والی جگہ تھی۔‘‘

یہاں جس جگہ کا ذکر ہوا ہے اس کے مقام اور زمانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں ایک رائے تو یہ ہے کہ اس سے مراد وہی ٹیلا ہے جہاں ایک کھجور کے سایے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ شاید آپؑ کی ولادت کے بعد ماں بیٹا کچھ عرصہ اسی جگہ پر قیام پذیر رہے ہوں۔ اس کے برعکس کچھ لوگوں کی رائے میں یہ کسی اور جگہ کا ذکر ہے۔ اس دوسری رائے کی بنیاد جن معلومات پر ہے ان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت اس علاقے میں ہیرودیس بادشاہ کی حکومت تھی جو یہودی تھا۔ جس طرح برصغیر میں انگریزوں کی طرف سے راجوں اور نوابوں کو ان کے علاقوں میں حکمران بنا دیا جاتا تھا اسی طرح رومن شہنشاہ نے اس علاقے میں اس شخص کو بادشاہ مقرر کر رکھا تھا۔ اس کٹھ پتلی بادشاہ کو ایک خواب آیا تھا جس کی بنا پر نجومیوں نے اس کے دل میں یہ وہم ڈال دیا کہ تمہاری سلطنت میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو بڑا ہو کر تمہاری ہلاکت کا باعث بنے گا۔ چنانچہ اس نے حکم دے رکھا تھا کہ اس کی سلطنت میں جو لڑکا بھی پیدا ہو‘ اسے قتل کر دیا جائے۔ اِن حالات میں حضرت مریم‘ حضرت عیسیٰؑ کو لے کر مصر چلی گئیں اور اس یہودی بادشاہ کے انتقال کے بعد اس وقت واپس آئیں جب حضرت عیسیٰؑ دس بارہ سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔ اس واقعہ کا ذکر بائبل میں بھی ہے۔ چنانچہ جو لوگ اس روایت کو درست سمجھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اپنی اس جلاوطنی کے دوران مصر میں جس جگہ پر انہوں نے قیام کیا تھا آیت زیر نظر میں اس جگہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

فرمان نبویؐ

جنت اللہ کے فضل سے ملے گی

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوۡلُ ((لَنۡ یُّدۡخِلَ اَحَدًا عَمَلُہُ الۡجَنَّۃَ)) قَالُوۡا وَلَا اَنۡتَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَا وَلَا اَنَا اِلَّا اَنۡ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِفَضۡلٍ وَّرَحۡمَۃٍ فَسَدِّدُوۡا وَقَارِبُوۡا وَلَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الۡمَوۡتَ اِمَّا مُحۡسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنۡ یَّزۡدَادَ خَیۡرًا وَاِمَّا مُسِیۡئًا فَلَعَلَّہٗ اَنۡ یَّسۡتَعۡتِبَ)) (صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ’’کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔‘‘ لوگوں نے عرض کیا کہ کیا آپؐ کو بھی نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ نے فرمایا: ’’نہیں میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل و رحمت (کے دامن) میں ڈھانپ لے۔ اس لیے تم میانہ روی اختیار کرو، اور اللہ کا قرب طلب کرو، اور تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے (اس لیے کہ) یا تو نیکو کار ہوگا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نیکی میں اضافہ کرے اور اگر بدکار ہے تو امید ہے کہ وہ توبہ کر لے۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
8 تا 14 ذوالقعدہ 1441ھ جلد 29
30 جون تا 6 جولائی 2020ء شمارہ 20
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

یہی ہے مرنے والی اُمتوں کا عالم پیری

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے قرآن پاک کی سورۃ البقرہ کی آیت 124 میں درج ہے۔ (ترجمہ: یاد کرو جب ابراہیم (علیہ السلام) کو اُس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ اُن سب میں پورا اُترا تو اللہ نے کہا: میں تجھے سب انسانوں کا پیشوا بنانے والا ہوں)۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟ اللہ نے فرمایا: میرا وعدہ ظالموں سے نہیں ہے۔ ہماری رائے میں اللہ کے لیے ماضی، حال اور مستقبل میں کوئی فرق نہیں وہ مستقبل کو بھی اس طرح جانتا ہے کہ انسان شاید ماضی اور حال کو بھی نہ جانتا ہو بلکہ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ درست ہوگا کہ مستقبل بھی تو اُس کے کلمہ ”کُن“ کا محتاج ہوتا ہے۔ اگر یہودیوں کی تاریخ کو آغاز سے دیکھیں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ خیر کم اور شر زیادہ برآمد ہوا۔ یہودی خود کو نسلی طور پر حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے پھر حضرت اسحاق علیہ السلام سے جوڑتے ہیں۔ پھر ظاہر ہے وہ خود بخود ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جڑ جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اُن کے روحانی راہنما اور اللہ کے رسول ہونے کے ساتھ ساتھ اُن کو فرعون کے ظلم اور غلامی سے نجات دلانے والے تھے۔ لیکن ایسے محسن اور نجات دہندہ کو بھی اسرائیلیوں کی اکثریت نے ایک دن بھی چین سے گزارنے نہیں دیا۔ کبھی بچھڑے کو معبود بنا لینا اور کبھی اللہ کے واضح حکم کے باوجود موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کرتے ہوئے قتال سے مکمل انکار کر دینا۔

ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ تاریخ نے یہ بات واضح کی ہے کہ اللہ نے ابوالانبیاء کو جب دنیا کی امامت کے لیے منتخب کیا تو ان کے اس سوال پر کہ کیا یہ اعزاز اُن کی اولاد کو بھی حاصل ہوگا تو اللہ نے اُن پر واضح کر دیا کہ میرا وعدہ ظالموں سے نہیں، اس لیے کہ اللہ جانتا تھا کہ آنے والے وقت میں ابوالانبیاء کی اولاد کے ایک حصے یعنی بنی اسرائیل کے کرتوت کیسے ہوں گے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو 600 ق م میں اُن پر بخت نصر عذاب کی صورت میں نازل ہوا۔ اس نے یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور یہودیوں کو غلام بنا کر بابل لے گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مسجد (فرسٹ ٹمپل) کو تباہ کر دیا بعد میں موقع ملنے پر یہودی پھر وہاں آباد ہو گئے لیکن پھر سرکشی پر اُتر آئے اور بنی اسرائیل میں سے اللہ کے آخری رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے تئیں سولی پر چڑھا دیا۔ چنانچہ پھر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور 70ء میں رومی جرنیل ٹائٹس نے حملہ کر کے دوبارہ یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ لاکھوں یہودیوں کو قتل کر دیا ٹمپل ثانی بھی تباہ کر دیا گیا صرف دیوار گریہ باقی رہی اس کے بعد یہودی دنیا بھر میں منتشر ہو گئے جس کو وہ ڈایاسپورا کہتے ہیں۔ لیکن اُنھوں نے اپنے منفی انداز کی جدوجہد ترک نہ کی۔ اب اُن کی پالیسی تھی کہ فی الحال خود نہ لڑو بلکہ دنیا کو لڑاؤ اور دوسروں کی لڑائی سے خود تقویت حاصل کرو۔ کون نہیں جانتا کہ صلیبی جنگوں میں یعنی عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگوں میں دونوں طرف آگ کے شعلے

یہودی بھڑکا رہے تھے۔ یورپ میں پوپ اور بادشاہی نظام کے خلاف یہودیوں کے سازشی رول کی وجہ سے بغاوتیں ہوئیں اور پروٹسٹنٹ مذہب کا تو قیام ہی اُن کی سازشوں کا نتیجہ تھا۔ قریباً ڈیڑھ صدی پہلے ’’علیا‘ تحریک کا آغاز ہوا جس کا مقصد تھا کہ دنیا بھر میں منتشر یہودیوں کو واپس لا کر یروشلم آباد کیا جائے۔ اُنیسویں صدی کے آخر میں W.J.O یعنی ورلڈ جیوش آرگنائزیشن اور پھر تحریک صیہونیت کا قیام ہوا۔ ان ہی اداروں کے زیر سایہ پروٹوکولز آف ایلڈرز آف صیہون کا باقاعدہ ایک روڈ میپ بنایا گیا۔

بیسویں صدی کے آغاز اور وسط میں دو عالمی جنگیں کروائی گئیں۔ جنگی محاذوں کے دونوں طرف یہودی پشت پر تھے یہ ایک انتہائی شاطرانہ چال تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ دور یورپ کا دور تھا عالمی طاقت کا مرکز لندن تھا فرانس اور جرمنی بھی بہت مضبوط تھے۔ صیہونی چاہتے تھے کہ یورپ کو کمزور کر کے طاقت کا مرکز نئی اُبھرتی قوت امریکہ جو وسائل بھی زیادہ رکھتی ہے اور جغرافیائی لحاظ سے بھی بڑی ہے وہاں منتقل کر دیا جائے یہودی اس نئی اُبھرتی قوت یعنی امریکہ میں اپنی جگہ بنا چکے تھے مالی وسائل اور ذرائع ابلاغ پر اپنا قبضہ مستحکم کر رہے تھے۔ یورپ کو دو جنگوں میں ایک دوسرے سے لڑا دیا۔ یورپ کمزور ہوا اور عالمی طاقت کا مرکز واشنگٹن منتقل ہو گیا۔ جونہی قوت کا عالمی مرکز واشنگٹن منتقل ہوا۔ 14 مئی 1948ء اسرائیل معرضِ وجود میں آ گیا۔ اسرائیل کے قیام کے بعد عربوں اور اسرائیل کے درمیان 1948ء، 1967ء، 1974ء میں تین جنگیں ہو چکی ہیں۔ 67ء کی جنگ میں جب مصر عربوں کو لیڈ کر رہا تھا تو عربوں نے انتہائی بزدلی کا مظاہرہ کیا اور اسرائیل عربوں کے بہت سے علاقوں پر قابض ہو گیا جس میں بیت المقدس، صحرائے سینا اور گولان کی پہاڑیوں جیسے انتہائی اہم علاقے شامل ہیں۔ البتہ 1948ء اور 1974ء کی جنگوں میں عرب بڑی بہادری سے لڑے۔ 1974ء میں اسرائیل کی شکست دیکھتے ہوئے اسرائیلی وزیر اعظم گولڈا مائر خودکشی کا فیصلہ کر رہی تھی لیکن پھر سازشوں اور عالمی قوتوں نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ عربوں کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی۔ 1974ء کی جنگ کے بعد عرب نفسیاتی طور پر اور ذہنی طور پر شکست خوردہ ہو گئے۔ اُنھوں نے اپنے اس ازلی دشمن کو قبول کر لیا اُس سے محاذ آرائی سے گریز کی راہ اختیار کی اور اپنی عافیت اس میں سمجھی کہ اسرائیل سے تعلقات بہتر کر لیے جائیں۔ نائن الیون نے صورتِ حال میں مزید بگاڑ پیدا کیا۔ نائن الیون کی آڑ میں اسرائیل نے عراق اور لیبیا کو امریکہ کے ہاتھوں تباہ و برباد کروا دیا۔ مصر اور سعودی عرب کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ آج صورتِ حال یہ ہے کہ مصر اور سعودی عرب فلسطینیوں کے مقابلے میں اسرائیل کی مدد کر رہے ہیں وہ اپنا تحفظ بلکہ اپنی بقا کے لیے اسرائیل کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر عرب ملک کا اسرائیل سے یہ رویہ اور طرزِ عمل ہے کہ ہمارے ملک کو چھوڑ دو باقی عربوں کی یا مسلمانوں کی چاہے چیر پھاڑ کر دو۔ غالباً وہ تاریخ کے مطالعہ سے محروم رہے ہیں تاریخ کا سبق یہ ہے کہ ایسی قوم یا ایسا ملک بدترین انجام سے دوچار ہوتا ہے۔ دشمن اُسے آخری انجام تک پہنچاتے ہوئے اکثر یہ کہتا ہے تم اپنوں کے نہیں بنے میرے کیسے بنو گے۔

اُن لوگوں کی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ٹرمپ چونکہ ذاتی طور پر اسرائیل کا انتہائی قریبی دوست اور مسلمانوں کا پیدائشی دشمن ہے لہٰذا اگر ٹرمپ ہار گیا تو عربوں یا مسلمانوں کی عالمی سطح پر صورتِ حال بہتر ہو سکتی ہے۔ ہماری رائے میں ٹرمپ اُس سے ہارے گا جو ٹرمپ سے زیادہ یہودیوں کا خدمت گزار ہو گا صرف انداز کا فرق ہو گا۔ ٹرمپ کی زبان بے لگام ہے دوسرا شاید عمل میں زیادہ آگے بڑھ کر کام کرے۔ اسرائیل مغربی کنارے، اردن وادی اور فلسطین کے کچھ حصوں کو اسرائیل میں ضم کرنے کا اپنا ارادہ ظاہر کر چکا ہے۔ اسرائیل کے ناپاک ہاتھ بہت جلد ہتھوڑوں کو اپنی گرفت میں لے کر مسجد اقصیٰ کی طرف بڑھیں گے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے اس سے مسلم دنیا میں بہت بڑا طوفان اُٹھے گا۔ ہم بھی سمجھتے ہیں کہ اسلامی دنیا میں طوفان برپا ہو گا لیکن انتہائی دُکھ سے عرض کریں گے کہ مسلمان ایک اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے وہ یوں کہ مسلم عوام احتجاج کریں گے اور مسلمان حکمران اُن پر گولیاں برسائیں گے ہر طرف مسلمان کا خون بہے گا اور اسرائیل خوشی سے دیوانہ ہو گا۔ جہاں تک غیر عرب مسلمان ممالک کا تعلق ہے اُن میں سے صرف دو مسلمان ممالک ترکی اور پاکستان کی حیثیت قابلِ ذکر ہے دونوں کی جیوسٹریٹیجکل پوزیشن اہم ہی نہیں انتہائی اہم ہے۔ ایک یورپ کے دروازے پر واقع ہے اور دوسرا ایشیا کے سر پر تاج کی حیثیت رکھتا ہے۔ دونوں کی افواج بہت مضبوط اور پروفیشنل ہیں اسلامی ممالک میں جدید ترین اسلحہ ان ہی دو ممالک کے پاس ہے۔ دونوں کی افواج بڑی متحرک اور تربیت یافتہ ہیں لیکن پھر بھی اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہو گا کہ دونوں بہت حد تک مفلوج ہیں۔ ترکی ابھی اپنا سیکولرازم کا چغہ اُتارنے کی جدوجہد میں ہے اُس دور سے اُس کے اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم ہیں۔ اسرائیل سے تجارت ہے بلکہ اسرائیل اپنا بہت سا مال یورپ کو ترکی کے ذریعے بھیجتا ہے۔ صدر اردگان کچھ تبدیلی تو لائے ہیں اُنھوں نے بعض مراحل پر فلسطینیوں کی حمایت میں اسرائیل کو للکارا بھی ہے لیکن ترکی کی فوج کے پاؤں سے ابھی سیکولرازم کی زنجیریں نہیں کھل سکیں۔ علاوہ ازیں ابھی ترکی اپنے بہت سے اندرونی مسائل میں اُلجھا ہوا ہے کہ اگر مسجد اقصیٰ کے حوالے سے اسرائیل کوئی شرارت کرتا ہے تو ترکی اُسے منہ توڑ جواب دے سکے یہ ناممکن نہیں لیکن انتہائی مشکل ضرور ہے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق پاکستان ایک لحاظ سے ترکی سے بھی آگے ہے کہ پاکستان ایٹمی قوت ہے لیکن بدقسمتی سے پاکستان نے 1960ء میں جو کشکول ہاتھ میں پکڑا تھا، اُس کا طول و عرض بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ایک منگتا ملک کیسے آزاد خارجہ پالیسی بنا سکتا ہے۔ پاکستان کا حال یہ ہے کہ کشمیر کو اپنی شہ رگ قرار دیتا ہے اور اپنے ازلی دشمن کو (باقی صفحہ 17 پر)

اللہ و رسول ﷺ کی فرمانبرداری اور تعظیم

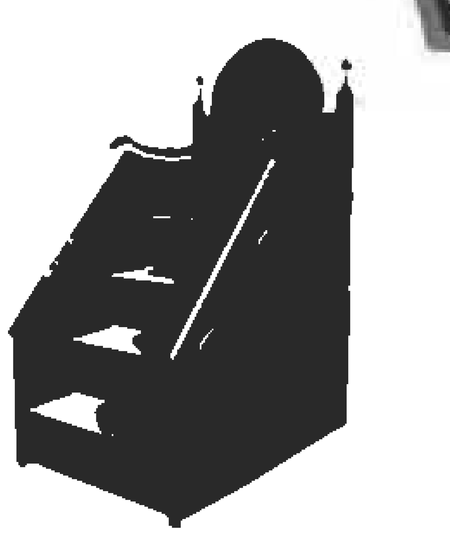

(سورۃ الحجرات کی پہلی دو آیات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ناظم اعلیٰ انجمن خدام القرآن محترم ڈاکٹر عارف رشید حفظہ اللہ کے 19 جون 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات! اس سے قبل چند خطبات جمعہ میں کرونا وبا کے حوالے سے بات ہوتی رہی ہے کہ جس نے اس وقت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے لیکن آج میں اس حوالے سے کچھ عرض نہیں کروں گا کیونکہ ہر شخص کے ڈیٹا بینک میں اس حوالے سے بہت سی معلومات موجود ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بہت تیزی کے ساتھ یہ مرض پھیل بھی رہا ہے، ایک ہی خاندان کے کئی کئی افراد اس میں مبتلا ہیں۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ ہم دعا کریں کہ: اے پروردگار! ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہمیں اپنی زندگی میں سیدھی راہ پر قائم رکھ۔ حرام اور حلال کی تمیز ہمیں عطا فرما اور حرام سے بچنے اور اللہ کی فرمانبرداری کا ایک عزم اور ارادہ ہمارے اندر پیدا فرما۔ ایسے عذاب اور ایسی آزمائش سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اللہ کے حضور جھک جائیں اور اپنے گناہوں سے تائب ہو جائیں اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں معافی مانگیں، اللہ سے رجوع کریں اور آئندہ کے لیے اپنی اصلاح اور تذکیر کی کوشش کریں۔ چنانچہ خطاب جمعہ کا اصل مقصد ہی تذکیر بالقرآن ہے۔ یعنی اللہ کے کلام کے ذریعے اپنے ظاہر اور باطن کی اصلاح کرنا۔ اس حوالے سے سورۃ الحجرات کی پہلی آیت آپ کے سامنے پیش کی ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ ”اے اہل ایمان مت آگے بڑھو اللہ اور اُس کے رسول سے۔“

یعنی جن چیزوں سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے روک دیا ہے، ان سے رک جاؤ۔ جن کاموں کو شریعت نے ناجائز قرار دے دیا ہے، جو حرام چیزیں ہیں ان سے باز رہو۔ یعنی پوری زندگی میں اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرو۔ عبادت کا تو مفہوم ہی اللہ کی غلامی اختیار کرنا ہے اور غلامی میں انسان کی اپنی کوئی مرضی نہیں چلتی۔ گویا اصل مرضی اصل حکم اللہ کا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ﴾ ”اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔“ (یوسف: 67)

لہٰذا انفرادی اعتبار سے مجھ سمیت ہر مسلمان سورۃ الحجرات کی اس آیت کا مخاطب ہے کہ اپنی زندگی کا جائزہ لے۔ کہیں زندگی کے کسی شعبہ میں اللہ کے احکامات پاؤں تلے روندے تو نہیں جا رہے، کہیں ہم شریعت سے تجاوز تو نہیں کر رہے۔ ہماری زندگی کے تین بڑے بڑے شعبے ہیں۔ یعنی سیاست، معیشت اور معاشرت۔ ہر شخص جو اس دنیا میں بھیجا جاتا ہے، اس کی کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں، اس کے اپنے بال بچے ہیں، اس کی اپنی جان ہے، اس کو معاش کے لیے جدوجہد کرنا پڑتی ہے، اس میں حد درجے محتاط رہو کہ کسی حرام میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ پھر ہماری معاشرتی زندگی ہے، اسلام کا سماجی نظام ہے۔ انفرادی اعتبار سے یہ تمام چیزیں اس دائرے کے اندر شامل ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے: مومن کی مثال تو اس گھوڑے کی سی ہے جسے ایک کھونٹے کے ساتھ باندھ دیا گیا ہو۔ یہ بہت ہی خوبصورت مثال ہے۔ اب گھوڑا کسی کھونٹا سے بندھا ہوا ہو تو وہ اسی دائرے کے اندر گھوم پھر سکتا ہے جتنی اس کی رسی ہوگی۔ اس سے باہر نہیں جا سکتا ہے۔ یہی مثال مومن کی ہے وہ اسی دائرے کے اندر رہ کر اپنے معاشی، سیاسی اور معاشرتی معاملات ادا کر سکتا ہے جو دائرہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے قائم کر دیا ہے۔ شریعت میں اسی کو حدود کہا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ﴾ ”اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا تو اُس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا۔“ (الطلاق: 1)

اب اجتماعی اعتبار سے اگر آپ دیکھیں گے تو مسلمانوں کی کوئی جماعت ہو یا ریاست اسے بھی ان حدود کے اندر تمام معاملات چلانے ہیں۔ جیسے سورۃ الحج میں فرمایا گیا:

﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ﴾ ”وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکن عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔“ (الحج: 41)

تو یہ شریعت کے احکامات ہیں۔ آگے فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ ①﴾

”اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔“ (الحجرات: 1)

ان حدود کے اندر رہنے کے لیے آپ کے پاس سب سے بڑا ہتھیار خدا خوفی ہے۔ اللہ سے ڈرنا، اللہ کی ناراضگی سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارنا، ہر کام میں اللہ کی رضا تلاش کرنا اور ہر کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق کرنا۔ اسی کا نام اصل میں تقویٰ ہے۔ قرآن حکیم میں تقویٰ کا حکم سینکڑوں مرتبہ آیا ہے۔ جیسے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ ”اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔“ (آل عمران: 102)

تقویٰ کے معنی ہیں بچنا اور اس کا مفہوم ہے اللہ کی ناراضگی سے بچنا۔ اللہ کی نافرمانی سے بچنا۔ خلاف شریعت کاموں کا ارتکاب کرنے سے بچنا۔ تقویٰ اصل

میں وہ احساس ہے جو انسان پر ہر وقت مسلط رہنا چاہیے کہ کہیں میرا رب مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے تقویٰ کی اصطلاح کو بہت ہی عام فہم اسلوب میں بیان فرمایا اور وہاں آپ ﷺ نے اس کے لیے حمی اللہ کے الفاظ استعمال کیے۔ جس طرح کسی کھیتی کے گرد باڑ ہوتی ہے۔ اسی طرح جو شاہی چراگاہ ہوتی ہے اس کے گرد بھی باڑ ہوتی ہے۔ اب کسی شخص کے جانور اور بھیڑ بکریاں اس باڑ کے قریب چلے جائیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے پاس پورا موقع موجود ہے کہ وہ اس باڑ کو پھلانگ کر شاہی چراگاہ کے اندر داخل ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو ایک دائرہ قائم فرما دیا، وہ ایک باڑ ہے۔ اس کے اندر رہو گے تو اللہ کی بندگی میں رہو گے اور اگر اس سے باہر نکلو گے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے اللہ کی حدود کی خلاف ورزی کی۔ آگے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝﴾ ''یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا' سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (الحجرات:1)

اللہ تعالیٰ نے جو حدود مقرر کر دی ہیں ان سے سرکشی کا کوئی خیال بھی دل میں لائے تو اللہ کو اس کی بھی خبر ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اللہ ان سب باتوں سے لاعلم ہے۔ آگے فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ﴾ ''اے اہلِ ایمان! اپنی آواز کبھی بلند نہ کرنا نبی (ﷺ) کی آواز پر۔'' (الحجرات:2)

ایک تو صوت (آواز) کی ظاہری بلندی ہے۔ جیسے دو اشخاص آپس میں گفتگو کر رہے ہوں اور ایک شخص اپنی گفتگو میں کوئی تلخی لے آتا ہے یا اس کی آواز زیادہ بلند ہو جاتی ہے تو کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ اگرچہ پسندیدہ نہیں ہے کیونکہ حکم یہی ہے کہ:

''اپنی آواز میں نرمی اختیار کرو، ملائمت اختیار کرو''۔

لیکن نبی اکرم ﷺ کے سامنے اگر کسی نے اس طرح اپنی آواز بلند کی تو یہ وہ جرم ہے جس کی معافی کا کوئی امکان نہیں۔ آگے فرمایا:

﴿وَلَا تَجۡہَرُوۡا لَہٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَہۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ﴾ ''اور نہ انہیں اس طرح آواز دے کر پکارنا جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارتے ہو'' (الحجرات:2)

یہ ادبِ بارگاہ رسالت، حضور ﷺ کے ساتھ محبت، آپ ﷺ کے ساتھ عقیدت، آپ ﷺ کا احترام، آپ ﷺ کا اکرام ہر مسلمان کے ایمان کا لازمی جز ہے۔ جیسے فارسی کے شعر کا ایک حصہ ہے کہ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

احادیث میں تذکرہ ملتا ہے کہ جب تک نبی کریم ﷺ صحابہ کرام ؓ کی جماعت میں موجود رہے تو صحابہ ؓ حضور ﷺ کی مجلس میں اس طرح بیٹھے ہوتے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ بالکل بے حس و حرکت حضور ﷺ کی گفتگو سماعت فرماتے تھے۔ اگرچہ صحابہ کرام ؓ کا حضور ﷺ کے ساتھ محبت، عقیدت اور عزت و احترام کا جو معاملہ تھا اس کے مطابق صحابہ ؓ تو چاہتے تھے کہ حضور ﷺ اگر محفل میں تشریف لائیں تو وہ (صحابہ ؓ) کھڑے ہو جائیں لیکن حضور ﷺ سختی سے منع فرما دیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام ؓ کی زندگیوں میں تو یہ نقشہ نظر آتا ہے۔ لیکن قرآن حکیم صرف اس دور کے لیے تو نازل نہیں ہوا۔ وہ ہمارے لیے آج بھی ہدایت ہے، آج بھی راہنما ہے۔ لہٰذا آج اس کی تاویل یہ ہو گی کہ کہیں اگر کوئی فقہی مسئلہ درپیش ہے، ہر ایک کی اپنی رائے ہے، ہر ایک کا اپنا فلسفہ و نظریہ ہے، اس دوران اگر کوئی صحیح حدیث پیش کر دے تو سب کی زبانوں کو تالے لگ جانے چاہئیں۔ ہر شخص اپنی رائے پر، اپنے نظریے اور اپنے فلسفے پر نبی کریم ﷺ کے قول کو مقدم سمجھے۔ سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیت کا یہی مفہوم اب ہمارے لیے ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی کوئی شخص اگر اپنی رائے، اپنے فلسفے اور اپنی منطق کو افضل سمجھ رہا ہے تو اس کے لیے آگے وعید آ گئی کہ:

پریس ریلیز: 26 جون 2020ء

ہند چین کشیدگی میں اضافہ سے خطے میں جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھیں گے

ایوب بیگ مرزا

ہند چین کشیدگی میں اضافہ سے خطے میں جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھیں گے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے ترجمان ایوب بیگ مرزا نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ نیپال کا سرحدی تنازعہ پر بھارت سے احتجاج، بھوٹان کا بھارت کا پانی روکنا اور L.o.C پر پاکستان کی شہری آبادی پر بھارت کی ہر روز بلا اشتعال فائرنگ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت پر ہمسایہ ممالک کی زمین ہڑپ کرنے کا جنون طاری ہے۔ اِسی جنون میں مبتلا ہو کر بھارت نے چینی سرحد کی طرف تجاوز کیا لیکن چین نے منہ توڑ جواب دیا اور بھارت کی خوب پٹائی کی۔ اُنھوں نے کہا کہ بھارت معقول رویہ اختیار کرے تاکہ خطے کا امن تار تار نہ ہو۔

اُنھوں نے کہا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ نے نبی اکرم ﷺ کے اسمِ مبارک کے ساتھ ''خاتم النبیین'' کے لازمی لکھے جانے کی قرارداد منظور کر کے امریکہ کے اس تازہ ترین مطالبے کا منہ توڑ جواب دیا ہے کہ ختم نبوت کے حوالے سے تمام قوانین ختم کیے جائیں۔ اُنھوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ اگر حکومت' پاکستان کو حقیقی اسلامی ریاست بنا دے تو امریکہ جیسے ممالک اِس طرح کے مطالبے کرنا ترک کر دیں۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس طرح کے مطالبے اِس لیے کیے جاتے ہیں کہ ہمارے حکمران اور سیاست دان قطعی اور حتمی فیصلہ کرنے کی بجائے تذبذب کی کیفیت میں رہتے ہیں۔ حکومتِ پاکستان ریاستِ مدینہ کی زبانی رَٹ لگانے کی بجائے اِس حوالے سے عملی اقدم کرے۔ اُنھوں نے کہا کہ امریکہ کے اِس بے ہودہ مطالبے کا اصل جواب پاکستان کو خلافتِ راشدہ کی مثل ایک ریاست بنانا ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

﴿اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ﴾ ’’مبادا تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں‘‘ (الحجرات:2)

ظاہر ہے کہ اعمال سے مراد وہ نیکیاں ہیں جو اس نے زندگی بھر کی ہیں، چاہے جہاد کی صورت میں کی ہوں، تہجد اور نماز کی صورت میں ہوں، حج کی صورت میں ہوں یا کسی بھی صورت میں اس نے نیکیاں کمائی ہوں تو وہ سب کی سب نیکیاں ضائع ہو جائیں گی اور اس کو اس کے ان نیک اعمال کا بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ صرف اس بنیاد پر کہ اس نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے اپنی آواز کو بلند کیا، آپ ﷺ کی حدیث پر اپنی رائے کو مقدم جانا۔ آگے فرمایا:

﴿وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۝﴾ ’’اور تمہیں خبر بھی نہ ہو‘‘ (الحجرات:2)

اس دنیا میں انسان کو نہیں معلوم کہ آخرت میں مکافات عمل کیا ہونے والا ہے۔ جن اعمال پر بڑا تکیہ تھا کہ ہم نے یہ نیک کام کیے ہیں، ہم نے دین کی خدمت کی، ہم نے لوگوں کی بھی خدمت کی لیکن اگر کہیں بھی نبی اکرم ﷺ کی احادیث کو پس پشت ڈال کر اپنی رائے کو، اپنی مرضی کو مقدم رکھا تو پھر اس انسان کو خبر بھی نہیں ہوگی کہ اس کے یہ سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ پھر یہ عقدہ اس دن ہی کھلے گا جب انسان کو اعمال کا بدلہ ملنے والا ہوگا۔ تب معلوم ہوگا کہ ہمارے پلے تو کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ بہت حساس معاملہ ہے۔ اس لیے ہمیں اس اصول کے تحت اپنا بھی جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں زندگی میں ہم بھی اپنی من مرضی تو نہیں کر رہے۔ اس حوالے سے سورۃ الحجرات کی پہلی آیت بنیادی اصول ہے۔ ہر شخص اپنے آپ کو اس کا مخاطب سمجھے کہ اللہ اور رسول ﷺ نے جو حدود قائم فرما دی ہیں، شریعت کا جو دائرہ ہے اس سے تجاوز نہیں کرے گا۔ اس کے لیے انسان کے پاس اصل ڈرائیونگ فورس سوائے تقویٰ کے اور کچھ نہیں اور تقویٰ کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ صرف ظاہری تقویٰ نہ ہو بلکہ واقعتاً انسان کے اندر اللہ کا خوف ہو اور محاسبہ اُخروی کا احساس ہو اور پھر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کا تعلق ہو۔ آج بھی ایسے مسلمان موجود ہیں جو حضور ﷺ کی ناموس پر جان دینے کو تیار ہیں۔ لیکن ان کی زندگیوں میں رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ کی کتنی جھلک ہے؟ وہ ان کے نزدیک کتنا اہم ہے؟ ہم سب کو اس حوالے سے اپنا جائزہ لینا چاہیے۔

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

شمارہ جولائی 2020 — ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ

مشمولات

☆ بھارت: نظریاتی انحراف کے نتائج اور پاکستان کے لیے سبق — ایوب بیگ مرزا

☆ شہادتِ حضرات عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم کا تاریخی پس منظر — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ انقلابِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اساسی منہج — شجاع الدین شیخ

☆ رؤیتِ ہلال کا مسئلہ: بصری یا نظری؟ — انجینئر مختار فاروقی

☆ لڑکیوں کی بغاوت: اسباب و علاج (۳) — ابو کلیم مقصود الحسن فیضی

☆ توکّل کی حقیقت اور اس کی فضیلت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ’’بیان القرآن‘‘ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور — 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

’’دار الاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور‘‘ میں

12 تا 18 جولائی 2020ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

17 تا 19 جولائی 2020ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء و معاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

8 پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

اے مشرق کے لوگو! اب کیا کرنا چاہیے؟

20

اے کہ جاں را باز می دانی ز تن
سحر ایں تہذیب لادینے شکن

ترجمہ اے انسان (اے مسلمان) جب تو سمجھتا ہے کہ روحِ انسانی جسدِ انسانی سے علیحدہ ایک حقیقت ہے (جبکہ مغرب انسان کو جانور (بندر) سمجھتا ہے) تو اُٹھ! اور اس سیکولر اور لبرل مغربی تہذیب کو توڑ کر رکھ دے

تشریح اے انسان (ہر باضمیر انسان اور حقیقی مسلمان)! اُٹھ کھڑا ہو! جب تو سمجھتا ہے (اور یہی حقیقت ہے) کہ انسان جسد اور خودی (روح، ضمیر) کے مجموعے کا نام ہے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے کا تقاضا ہے کہ اس تصور کو عام کیا جائے اور اس کے مخالف افکار و نظریات وعوامل کا خاتمہ کیا جائے اور اس نظریاتی جنگ میں باطل 'جہاد' کے نظریے پر قائم ہے بلکہ اب مقابلے میں آگے بڑھ کر PRE-EMPT کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ اُٹھو! اس جہادِ زندگانی (STRUGGLE FOR EXISTENCE) میں تم بھی اپنے حصے کا کام کرو اور اپنے نظریات کا تحفظ کرو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس بے بنیاد اور انسان دشمن تہذیب نے دنیا پر تسلط جما لیا ہے۔ انسانیت، انسانی اقدار اور علم دوستی و خودشناسی کا تقاضا ہے کہ انسانیت کو اس راہزن سے نجات دلائی جائے اور اس تہذیب (مغرب) کے تار و پود، علمی و عملی و اقتدار کی سطح پر توڑ پھوڑ کر رکھ دیے جائیں۔

21

روح شرق اندر تنش باید دمید
تا بگردد قفل معنی را کلید

ترجمہ اس مغربی تہذیب کے وجود میں شرقی رُوح (خودی کا اسلامی تصور) پھونکنی چاہیے تاکہ وہ (ڈارون، مارکس اور فرائڈ کا انسان) بھی حقیقت کے تالے کی اس چابی کو پالے (اور خودشناس و خداشناس بن جائے)

تشریح علامہ اقبال ان اشعار سے بہت پہلے مشرق کو انسانی اقدار اور خدا شناسی و خودشناسی کا امین فرما چکے ہیں۔ نظم 'طلوعِ اسلام' (1923ء) میں فرماتے ہیں: ؎

یہ نکتہ سرگزشتِ ملتِ بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے

لہٰذا خداشناسی و خودشناسی کا تقاضا ہے کہ مسلمان اُٹھیں، اپنی خودی پہچانیں، حضرت محمد ﷺ سے وفاداری کا اعلان کریں ❶۔ خیر و شر کے اس ازلی معرکہ میں ابلیس کی پارٹی میں شامل ہونے اور مغربی افکار کے فروغ کا سبب بننے کی بجائے حق کا ساتھ دیں اور دُکھی، مظلوم، ڈالروں میں ارب پتی یہودی سرمایہ داروں (اور ان کے زیر اثر سینکڑوں ملٹی نیشنلز) کے ستائے ہوئے انسانوں کو اس TORTURE اور TERROR سے نجات دیں اور خداشناسی کا جذبہ دنیا میں دوبارہ عام کر دیں تاکہ آج کے مغربی نظامِ تعلیم سے فارغ التحصیل انسان اور ڈارون و فرائڈ و مارکس کے تصورِ انسان (حیوان یعنی BEAST) کے پرستار انسانوں کے سامنے حقیقت تک رسائی کی کلید (بلکہ شاہ کلید) لائی جا سکے اور انسانیت اپنی بھولی ہوئی منزل کو RE-TRACE کر سکے۔

22

عقل اندر حکم دل یزدانی است
چوں ز دل آزاد شد شیطانی است

ترجمہ عقل جب تک دل کے تابع رہے وہ خداشناس ہوتی ہے (اور الہامی باتوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے) جب عقل دل (CONSCIENCE) سے آزاد ہوتی ہے تو وہی عقل شیطانی (EROTIC) اور حیلہ ساز ہو جاتی ہے

تشریح عقل و دل، عقل و عشق، REALISM یا RATIONALISM اور IDEALISM انسانی وجود کے عوامل ہیں یہ دونوں اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کریں تو انسان اپنے نصب العین اور مقصدِ تخلیق یعنی بندگیٔ رب کی طرف مائل سفر ہوتا ہے اور اگر ظاہر پرستی اور حواس پرستی یا محض عقل پرستی (PURE-RATIONALISM) آ جائے اور انسانی وجود صرف عقل کے تابع رہ جائے تو انسانی سوچ اور اس سے جنم لینے والے علوم و معارف شیطانی ہو جاتے ہیں۔ انسان مادیت (MATERIALISM) کا شکار ہو جاتا ہے اور حیوانِ محض اور بطن و فرج کا پجاری بن کر ماضی کی بے شمار اقوام کی طرح ایسی تہذیب کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے ❷ اس کے برعکس جب انسانی زندگی عقل و دل کے تابع اور ضمیر و روح و فطرت کے تابع آ جائے ☆ تو ایسی تہذیب (خلافت راشدہ کی طرح) انسان کو بامِ عروج تک لے جاتی ہے اور انسانیت کے فخر کا باعث ہوتی ہے خلافت راشدہ آج بھی دنیا بھر کے باضمیر انسانوں کے اجتماعی حافظے میں ایک IDEAL کی حیثیت سے تازہ ہے۔ علامہ اقبال جوابِ شکوہ میں فرماتے ہیں:

اب تک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت ان کی

❶ کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

❷ قرآن مجید میں سورۃ الطلاق میں قرآنی فیملی لاز کی خلاف ورزی کرنے والی اقوام کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ایسی اقوام کا انجام افزائش نسل کی کمی اور انوکھا عذاب ان کا مقدر ہوتا ہے، آج مغرب کا حال ہے۔

لاک ڈاؤن سے صرف معاشی نقصان ہوا جبکہ فائدہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں مکمل لاک ڈاؤن قابلِ عمل ہی نہیں۔ لہٰذا لاک ڈاؤن کی بجائے احتیاطی تدابیر کے ساتھ نظامِ زندگی کو رواں رکھا جائے: ایوب بیگ مرزا

کرونا وباء پھیلنے کی اصل وجہ لاپرواہی اور پلاننگ کا فقدان ہے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ دکانیں چوبیس گھنٹے اور بینک 16 گھنٹے کھلے رہنے چاہئیں تاکہ لوگوں کو ایس او پیز پر عمل کرنے میں آسانی رہے: آصف حمید

کرونا وبا اور ہمارا طرزِ عمل کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: پاکستان کے عوام کرونا وبا کے بارے میں کیا نظریات یا رجحانات رکھتے تھے اور رکھتے ہیں اُن کے SOP's پر عمل نہ کرنے کی آخر کیا وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ہر معاشرے کا اپنا ماحول اور انداز ہوتا ہے۔ ہمارے برصغیر کے لوگوں کا اندازِ زندگی تھوڑا لاپرواہی کا ہے۔ ہر معاملے میں وہ اس بات کے قائل ہیں کہ دیکھا جائے گا کہ کیا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے وہ حکومت کی ترغیب وتشویق والی بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے جبکہ حکومت کی باتوں کے منفی پہلوؤں میں گھس جاتے ہیں۔ ہمارے دین کا مزاج ایسا نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہر ایسی صورتحال میں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا باقاعدہ حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھو پھر اللہ پر توکل کرو۔ یعنی جو احتیاط آپ کر سکتے ہیں وہ آپ کو کرنا چاہیے اور اس کے بعد کے معاملات کو اللہ پر چھوڑنا چاہیے۔ اسی طرح کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی ہے کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے اللہ سے شفاء کی دعا کی تو اللہ نے ان سے فرمایا کہ اس کا علاج بھی کرو۔ پھر اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس بیماری کا علاج بھی بتایا۔ گویا ہمارے دین کے مزاج میں یہ بات شامل ہے کہ دعا بھی ہو اور دوا بھی ہو۔ لیکن توکل دوا پر نہیں بلکہ اللہ پر ہو۔ یعنی اپنی طرف سے علاج کی پوری کوشش کرنی ہے لیکن توکل یہ رکھنا ہے کہ شفا اللہ کی طرف سے ہوگی۔ اسی لیے اکثر ڈاکٹر بھی کہتے ہیں اور میڈیکل سٹوروں پر بھی لکھا ہوتا ہے کہ شفاء من جانب اللہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے لوگ غیر محتاط رویہ اپنائے ہوئے ہیں تو وہ غلط کر رہے ہیں۔ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ انہیں اپنے اس مزاج کو تبدیل کرنا چاہیے۔

آصف حمید: سب سے پہلے ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس وبا سے پوری انسانیت کو نجات عطا فرمائے۔ کرونا وائرس کا آغاز چین کے شہر ووہان سے ہوا اور خیال

مرتب: محمد رفیق چودھری

یہ تھا کہ چین میں یہ وبا رہے گی اور چین اس کا کوئی حل نکال لے گا۔ لیکن یہ وبا چین سے پوری دنیا میں پھیل گئی اور بہت تیزی سے پھیلی۔ تب ایک نظریہ یہ سامنے آیا کہ یہ جھوٹ ہے۔ فروری 2020 میں یہ وباء پاکستان میں بھی پھیلنا شروع ہوئی تو اس کے بعد حکومت کی طرف سے SOP's بنائے گئے اور باقاعدہ لاک ڈاؤن کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ جس کی وجہ سے معاشی طور پر معاملات خوفناک حد تک بگڑ گئے اور غریب طبقہ سڑکوں پر آ گیا۔ پھر لوگوں میں اس وبا کے متعلق مختلف خیال آرائیاں بھی گردش کرنے لگیں۔ ایک مفروضہ یہ بھی تھا کہ یہ ایک سازش ہے اور یہ سچ بھی ہوسکتا ہے جس سے بعض عالمی طاقتیں فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ لیکن ایک بات سے انکار نہیں تھا کرونا ایک وباء ہے اور اس میں پوری احتیاطی تدابیر کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور پھر معاشی یا کاروباری سلسلہ بحال رکھا جائے۔ دوسری طرف اس وباء کی وجہ سے عبادات متاثر ہونا شروع ہوئیں اور روحانی لحاظ سے دوری پیدا ہوئی۔ بالخصوص رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں بھی لوگ دلجوئی کے ساتھ عبادت نہیں کر پائے۔ رمضان کے آخری عشرے میں دینی طبقات کی طرف سے بھی ایس او پیز کی دھجیاں اڑائی گئیں جس کی وجہ سے عام لوگوں نے بھی حکومتی ہدایات کو اہمیت ہی نہ دی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب 21 رمضان المبارک کو تمام تر حکومتی ہدایات کو پس پشت رکھتے ہوئے جلوس نکالے گئے تو اس کے بعد عام لوگوں نے بھی ایس او پیز کو اہمیت نہ دی۔ اس کے علاوہ حکومت بھی بہت ساری چیزوں میں بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئی۔ حالانکہ حکومت اگر چاہتی تو ایس او پیز پر عمل درآمد کروا سکتی تھی۔ قرآن مجید کی آیت ہے کہ:

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ﴾ ”اور مت ڈالو اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں۔“ (البقرہ:195)

قرآن کی ہدایت تو یہ ہے لیکن لوگوں کے نظریات پہلے سے خراب تھے۔ پھر دوسروں کی دیکھا دیکھی انہوں نے ایس او پیز کی دھجیاں اڑا دیں۔ بہرحال اس کی اصل وجہ لاپرواہی اور پلاننگ کا فقدان ہے۔

سوال: پاکستان میں کرونا وبا اس وقت خطرناک حدوں کو چھو رہی ہے۔ مریضوں کی تعداد اور اموات دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ لیکن ڈاکٹروں اور صوبائی ذمہ داران کی تجاویز کے برعکس ہمارے وزیراعظم لاک ڈاؤن کی بجائے سلیکٹو لاک ڈاؤن کی ہدایات دے رہے ہیں۔ ان کے اس قدام کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں ذاتی طور پر اور تنظیمی نقطۂ نظر سے بھی مکمل لاک ڈاؤن کے شدید خلاف ہوں۔ اس حوالے سے ہم نے پہلے دن سے شدید مخالفت کی ہے۔ جب شروع

میں لاک ڈاؤن کیا گیا تو اس کا نتیجہ یہی نکلا کہ ہماری معیشت تباہ ہوئی۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر شروع میں لاک ڈاؤن نہ کیا جاتا تو آج کوئی بڑا فرق واقع ہوا ہوتا۔ ہر ملک کے اپنے اپنے حالات ہیں۔ فرض کریں پاکستان میں مکمل لاک ڈاؤن ہو جائے تو ڈیفنس، ماڈل ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن کے علاقوں میں کوئی آدمی نظر نہیں آئے گا لیکن لاہور کے دوسرے علاقوں میں جہاں آبادی زیادہ ہے اور جہاں چھوٹی چھوٹی گلیاں ہیں وہاں لاک ڈاؤن پر عمل درآمد ممکن ہی نہیں۔ اس حوالے سے مشتاق یوسفی نے بالکل درست کہا ہے جس کا حوالہ دینا مناسب نہیں ہے۔ بہر حال لاہور کی گلیاں جہاں پر دو آدمی کراس نہیں کر سکتے وہاں لاک ڈاؤن ممکن ہی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مکمل لاک ڈاؤن نہ کرنے کی حکومتی پالیسی بالکل درست ہے کیونکہ اس سے صرف معیشت کا نقصان ہوتا ہے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ کیا پنجاب کے دیہاتوں میں لاک ڈاؤن لگانا ممکن ہے؟ اسی طرح لاک ڈاؤن تو کیا گیا لیکن گراسری کی دکانیں کھولنے کی اجازت دی گئی جس کی آڑ میں دوکاندار دوسرے کاروبار بھی کرتے رہے۔ اس طرح کے معاشرے میں لاک ڈاؤن پر عمل درآمد کرانا سو فیصد ممکن ہی نہیں۔ یہ صرف میڈیا ہاؤسز میں بیٹھ کر اونچے اونچے تبصرے کرنے والی باتیں ہیں جہاں بیٹھ کر ہم مغرب سے اپنا تقابل کرتے ہیں۔ حالانکہ مغرب کا ماحول کچھ اور ہے۔ وہاں جمہوریت کی بنیادیں پختہ ہو چکی ہیں اور لوگ قانون اور حکومتی ہدایات پر رضا کارانہ طور پر عمل کرتے ہیں۔ یعنی وہاں کے لوگوں کی اکثریت بغیر کسی سختی کے حکومت کی بات مانتی ہے۔ وہاں اگر لاک ڈاؤن ہوگا تو فائدہ ہوگا۔ دوسری طرف چین میں جبر کا نظام ہے۔ وہاں لوگوں کو معلوم ہے کہ جس نے لاک ڈاؤن کی خلاف ورزی کی تو اس کو فوراً گرفتار کر لیا جائے گا اور شام تک اس کی سزا کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ لہٰذا وہاں بھی لاک ڈاؤن کا فائدہ ہے۔ لیکن یہاں لوگوں کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اول تو قانون کی خلاف ورزی پر کوئی گرفت نہیں ہوتی اور اگر کوئی گرفتاری یا مقدمہ درج ہو بھی جائے تو عدالتی نظام ایسا ہے کہ سزا کا فیصلہ ہوتے ہوتے دس سال لگ جائیں گے۔ لہٰذا یہاں لاک ڈاؤن پر عمل درآمد ممکن نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی فائدہ ہے بلکہ اُلٹا نقصان ہے۔ اگر شروع میں لاک ڈاؤن نہ ہوا ہوتا تو ہماری معیشت کا یہ حال نہ ہوتا جو اس وقت ہوا ہے۔

آصف حمید: حکومت بھی بوکھلاہٹ کا شکار تھی۔ جب اس نے لاک ڈاؤن میں تھوڑی نرمی کی اور دوکانوں کی ٹائمنگ سولہ گھنٹوں سے کم کر کے آٹھ گھنٹے کر دی۔ جس کی وجہ سے دکانوں میں رش بہت زیادہ ہو گیا اور ایس او پیز کی خلاف ورزی ہوئی۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ دکانیں چوبیس گھنٹے کھلی رکھی جاتیں تا کہ لوگ آسانی سے اور احتیاطی تدابیر کے مطابق خریداری کرتے۔ حکومت ایس او پیز پر حکمت سے عمل کرا سکتی تھی لیکن بوکھلاہٹ کا شکار تھی۔ اس میں باقی سیاسی جماعتیں بھی برابر کی قصوروار ہیں۔ انہوں نے عمران خان کو اتنا پریشرائزڈ کر کے رکھا ہوا ہے۔ ہم تو مکمل لاک ڈاؤن نہ کرنے کے فیصلے پر حکومت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں لیکن سیاسی جماعتیں اس حوالے سے اپنی سیاست چمکا رہی ہیں۔ وہ حکومت اور عوام کو سیدھے راستے پر جانے ہی نہیں دیتیں۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ دکانیں چوبیس گھنٹے اور بینک 16 گھنٹے کھلے رہنے چاہئیں تا کہ لوگوں کو ایس او پیز پر عمل کرنے میں آسانی رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وباء کا مقابلہ کرنے کے لیے لوگوں کو خوف سے نکالنا بھی ضروری ہے۔ بجائے اس کے کہ حکومت نے اپنے اقدامات کے ذریعے ایک لاپرواہ قوم کو خوف میں مبتلا کر دیا ہے۔

سوال: کرونا وائرس سے بچاؤ کی ادویات، پلازمہ اور آکسیجن وغیرہ مہنگی ہونے کی کیا وجہ ہے؟

آصف حمید: اگر کسی چیز کی قلت ہو تو اس کے مہنگا ہونے کی یہ ایک وجہ ہو سکتی ہے لیکن جن چیزوں کی ضرورت بڑھ جائے تو ان کی قیمتیں بڑھانا اخلاقی جرم ہے کیونکہ اس صورت میں آپ لوگوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور یہ چیز اللہ کے غضب کو دعوت دینے والی ہے۔ قرآن مجید میں عذاب کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ط﴾ ''کہہ دیجیے کہ وہ قادر ہے اس پر کہ تم پر بھیج دے کوئی عذاب تمہارے اوپر سے' یا تمہارے قدموں کے نیچے سے' یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر دے اور ایک کی طاقت کا مزا دوسرے کو چکھائے۔'' (الانعام:65)

اس وقت ہمارے اوپر گروہوں میں تقسیم ہونے کا عذاب مسلط ہے۔ ایک گروہ ہے جس نے اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا اور ان کی حرام کاری کا وبال غریبوں پر پڑ رہا ہے۔ یہ لوگ اپنی موت کو بھولے ہوئے ہیں۔ ظلم کی انتہا دیکھئے کہ جو لوگ اس بیماری سے صحت یاب ہوئے ہیں وہ بھی اپنے پلازمہ کے پانچ پانچ لاکھ مانگ رہے ہیں۔ حالانکہ ان پر اللہ نے کتنا فضل کیا ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیے تھا کہ اللہ نے جتنا ان پر فضل کیا ہے وہ شکرانے کے طور پر اتنا ہی انسانیت کے کام آئیں۔ اس سے پہلے کرونا کے معاملے میں عوام کی لاپرواہی تھی لیکن اب یہ اخلاقی گراوٹ ہے۔ قرآن مجید میں مختلف قوموں کا تذکرہ موجود ہے۔ جن قوموں میں اللہ رسول بھیجتا تھا وہ قوم کسی ایک برائی میں مبتلا تھی، لیکن اس وقت ہم میں وہ ساری برائیاں موجود ہیں جس کی وجہ سے اللہ کے عذاب ہمارے اوپر مسلط ہیں۔ ہمارے حکمران اور لیڈر ایسے ہیں کہ ان میں خدا خوفی نظر ہی نہیں آتی وہ سارے ایک دوسرے پر الزامات لگا رہے ہیں۔ یہ سب عذاب کی قسمیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری قوم آج بھی اچھی ہے لیکن کچھ سرمایہ دار ایسے ہیں جو مافیاز کی شکل میں ہیں اور وہ غریبوں کا خون نچوڑ رہے ہیں۔ میں جماعت اسلامی کی تحسین کروں گا۔ وہ لوگ جو کام کر رہے ہیں وہ قابل تقلید ہے۔ لیکن ہمارے ہاں شوگر مافیا، فارمیسی مافیا وغیرہ ایسے لوگ ہیں جو بہت سفاک ہیں۔ ان کو تو مرنے کا خوف ہی نہیں ہے۔ ان لوگوں سے میں یہی کہوں گا کہ لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو اور لوگوں کی جانیں بچانے کے لیے اپنا سب کچھ لگا دو تا کہ اللہ تم پر مزید فضل کرے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ط﴾

''اور جس نے اُس (کسی ایک انسان) کی جان بچائی تو گویا اُس نے پوری نوعِ انسانی کو زندہ کر دیا۔'' (المائدہ:32)

اس وقت ہمیں قوم یونس علیہ السلام کی طرح اللہ کی جناب میں توبہ کرنی چاہیے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے تب ہم اس عذاب سے چھٹکارا پا سکیں گے۔ خاص طور پر ہمارے میڈیا اور حکمران طبقے کو اپنی روش بدلنا ہوگی۔ جب تک ہم اللہ کی تائید کے طالب نہیں ہوں گے اور اس کے

مطابق اپنی اصلاح نہیں کریں گے تب تک یہ عذاب جان نہیں چھوڑے گا۔

ایوب بیگ مرزا: کسی قوم کے زوال کی وجہ کیا ہوتی ہے۔ تاریخی طور پر دیکھا جائے تو جو قوم بھی زوال پذیر ہوئی پہلے اس کا اخلاق خراب ہوا، باقی خرابیاں بعد میں آئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے لیڈر اخلاقی پستی کا شکار ہیں اور ان میں خوف خدا بالکل نہیں ہے لیکن عوام کا معاملہ بھی اچھا نہیں ہے۔ اگر ہمارے عوام اچھے ہوتے تو لیڈر کبھی برے نہ ہوتے۔ مثال کے طور پر اگر دکانداروں پر کوئی ٹیکس لگا دیا جائے تو وہ فوراً سڑکوں پر آجائیں گے لیکن کیا کوئی آدمی اسلام کی کسی ایک شق کی خاطر سڑکوں پر آیا ہے؟ لہٰذا عوام میں کچھ لوگ اچھے ہیں لیکن ان کی اکثریت اچھی نہیں ہے۔

سوال: کیا عالمی طاقتیں کرونا کے بعد کی صورت حال کو معاشی مفادات کے حصول کے لیے استعمال کریں گی؟

ایوب بیگ مرزا: کرونا کے بعد وہ کیا کریں گی اس حوالے سے کچھ کہا نہیں جاسکتا، لیکن دوران کرونا وہ کیا کر رہی ہیں، اس بارے میں کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ اس وقت عسکری اور معاشی لحاظ سے طاقتور ملک امریکہ ہی ہے۔ 1920ء میں جو معاشی کرائسز آئے تھے ان سے آج کا کرائسز بدتر ہے۔ اس وقت امریکہ 28 ٹریلین ڈالر کا مقروض ہے۔ تاریخ میں وہ کبھی اتنا مقروض نہیں ہوا تھا۔ اس وقت اس کی اقتصادیات کے تمام indicator منفی ہیں، کوئی ایک بھی مثبت نہیں ہے۔ اسی طرح جی ڈی پی کا بھی یہی حال ہے۔ اسی طرح فرانس کا معاملہ ہے کہ 2008ء کے بعد ایسا ری سیشن نہیں آیا۔ اسی طرح کا معاملہ انڈیا اور جنوبی افریقہ کا بھی ہے۔ البتہ چین بھی بڑی بری طرح لپیٹ میں آیا ہوا ہے لیکن وہ اب مکمل طور پر سی پیک اور BRI پر انحصار کر رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ موجودہ معاشی کمزوری کا حل ایک ہی ہے کہ سی پیک اور بی آر آئی کا معاملہ تیز کر دیا جائے تاکہ اپنی پرانی پوزیشن بحال کی جاسکے۔ اس کرونا نے ہر ملک کی معیشت کو متاثر کیا ہے۔ اس وقت تیل کا بدترین بحران ہے۔ ورلڈ بینک کہتا ہے کہ پچھلے ڈیڑھ سو سال میں اس طرح کا مالی بحران نہیں آیا۔ آئی ایم ایف کہتا ہے کہ تمام ملک اس پوزیشن میں چلے گئے ہیں کہ سب جتنے مقروض ہیں آنے والے سالوں میں اس سے بڑھ کر مقروض ہو جائیں گے۔

آصف حمید: پاکستان چونکہ زرعی ملک ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اگر محنت کرے تو survive کر سکتا ہے۔ اس وقت ہمیں زرعی شعبہ کو بہت مضبوط کرنا ہوگا۔ کیونکہ اب ٹڈی دل کا حملہ بھی ہو رہا ہے جو معاشی لحاظ سے کرونا سے کم خطرناک نہیں ہے۔ حکومت کو اس شعبے میں ہنگامی بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ایس او پیز کو سامنے رکھتے ہوئے ٹورازم کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ بہرحال ہر شعبہ میں ہمیں زیادہ کام کرنا پڑے گا تب جا کر ہم اس کرائسز سے نکل سکتے ہیں۔

سوال: کیا دین اسلام موجودہ ایس او پیز کے مطابق احتیاط کرنے سے منع کرتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ہمیں نبی اکرم ﷺ کے اُسوہ سے ہر معاملے میں بنیادی راہنمائی ملتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ جب تم سن لو کہ کسی جگہ وبا پھیل رہی ہے تو وہاں مت جاؤ لیکن جب کسی جگہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہیں موجود ہو تو اس جگہ کو چھوڑ کر مت نکلو۔ اس حدیث کو سامنے رکھیں تو پتا چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ احتیاط کی راہنمائی دیتے ہیں اور یہ بنیادی راہنمائی ہے۔ یعنی وباء سے بچنے کے لیے جس طرح کی احتیاط کی ضرورت ہے۔ وہ ہمیں کرنی پڑے گی۔ کرونا کے معاملے میں مساجد میں جو احتیاط کی گئی ہیں، میری رائے میں وہ درست ہیں کیونکہ ہمارے علماء نے بھی اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ بہرحال ہمیں ایک راہنمائی مل گئی کہ احتیاط کرو۔

آصف حمید: جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو اس کی بیماری کی وجہ سے اسے جائز چیزیں بھی استعمال کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی وبا پھیل جائے تو اس سے بچنے کے لیے احکام تبدیل کیے جاسکتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ

﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ﴾ ”اور جب تمہیں سلامتی کی کوئی دعا دی جائے تو تم بھی سلامتی کی اس سے بہتر دعا دو یا اسی کو لوٹا دو۔“ (النساء:86)

سلام کا جواب زبان سے دیا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے ہاتھ یا گلے ملنا ضروری نہیں ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کو سامنے رکھیں تو شدید بارش کے وقت نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ نمازیں گھروں میں ادا کرو۔ اسلام دین فطرت ہے۔ ہمیں اس کو اسی طرح لینا چاہیے۔ دین لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرتا ہے۔ بہرحال کچھ لوگوں نے کہا کہ بہت سے لوگوں نے بہت احتیاط کی لیکن پھر بھی انہیں کرونا کی بیماری لگ گئی۔ جبکہ انہیں جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ﴾ ”اور تمہارے چاہے کچھ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اللہ نہ چاہے۔“ (الدھر:30)

حکم یہی ہے کہ احتیاط اور تدبیر کے مطابق زندگی گزارو لیکن اس کے بعد معاملات اللہ پر چھوڑ دو۔ موجودہ صورت حال میں بہت سارے لوگ گھروں میں باجماعت نمازوں کا اہتمام کر رہے ہیں۔ یقیناً اس کی برکت ہوگی۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی توفیق دے اور اپنے اعمال کی اصلاح کی توفیق دے۔ ہمیں اس لاپرواہی سے نکلنے کی توفیق دے۔ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید بھی کرونا کی وبا کا شکار ہیں اور وہ ہسپتال میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا کرے۔ ان کے خاندان والے ان کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی محفوظ کرے۔ اس کے علاوہ تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس وبا سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو توفیق دے کہ وہ کرونا وائرس اور گناہ وائرس سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ اس بیماری سے دنیا کے تمام لوگوں کو نجات عطا کرے۔ آمین!

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ حیدر آباد کی مقامی تنظیم قاسم آباد کے امیر جناب محمد عثمان بٹ کرونا وائرس سے متاثر ہو گئے ہیں۔

برائے عیادت: 0300-2115678

اللہ تعالیٰ ان کو اور کرونا کے تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُکَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

امریکا مکافاتِ عمل کی زد میں (III)

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

(گزشتہ سے پیوستہ)

سیاہ فام غلاموں کو خوفزدہ کر کے بلا چوں و چرا اطاعت پر مجبور کرنے اور اپنا کمتر ین نسلی مقام قبول کرنے کے لیے حقیقی یا تصوراتی الزامات پر نمونۂ عبرت بنانے کو یہ سزا دی جاتی۔ سنگین ترین المیہ یہ ہے کہ یہ ہولناک سزا گورے کے لیے تکلیف دہ مجبوری نہ تھی بلکہ ایک خوشگوار تقریب سی بن جاتی جہاں مالکوں کے پورے خاندان ماں باپ چھوٹے بچوں سمیت شریک تماشا ہوتے۔ بدترین جسمانی تشدد سے گزار کر آخر میں بالعموم درخت سے لٹکا کر آگ لگا دی جاتی۔ 1930ء آبزرور کا اداریہ بتاتا ہے کہ بہتے خون کو دیکھ کر مرد باآواز بلند مذاق اڑاتے، لطیفے چھوڑتے۔ لڑکیاں غلام کے ناک سے بہتے خون پر بیٹھتی مکھیوں کو دیکھ کر ہنستیں۔ آخر میں اس کے جسم کے ٹکڑے کر کے ہجوم میں تبرکاً تقسیم کر دیے جاتے۔

1899ء کے ایک واقعے کا تذکرہ ویب ڈو بوئیس اپنی خود نوشت میں لکھتا ہے جارجیا میں لنچنگ کا۔ اس مقتول کے ٹخنے بالآخر مقامی اسٹور میں سجائے گئے اور اس کا دل اور جگر کے ٹکڑے ریاست کے گورنر کو سوغات کے طور پر پیش ہوئے۔ لنچنگ کا المیہ: آرتھر ریپر کے مطابق، ایک ہجوم 2 تا 4 ہزار کا تھا جس میں چوتھائی تعداد خواتین کی اور سیکڑوں بچے تھے۔ ماں اپنی چھوٹی بچی کو گود میں اونچا اٹھا کر 'تماشا' دکھا رہی تھی تاکہ وہ برہنہ سیاہ فام کو لگتی آگ اچھی طرح دیکھ سکے۔ بیسویں صدی کے وسط میں جا کر سول رائٹ تحریک کے بعد یہ واقعات تھے۔ اس کے خلاف ایکٹ بنا۔ اور میموریل بنا کر گورے نے دنیا کا منہ بند کرنے کا اہتمام کر لیا۔ دلوں کی سیاہی ہم نے مسلم ممالک میں ان کی سفاکی میں خوب خوب دیکھی۔

غلامی ختم کرنے کے لیے ترامیم تو 1865ء تا 1870ء میں امریکی آئین میں کر دی گئیں، مگر برسرِ زمین حقائق نہ بدلے۔ غلامی بظاہر ختم ہوئی، نسل پرستی اور نسلی منافرت، سفید فام برتری کے بدترین مظاہر کو لگام نہ دی جاسکی۔ سفید فام دہشت گرد منافرت پسند تحریک کو کلس کلین امریکی آر ایس ایس (KKK) 1860ء میں افریقی امریکیوں کو نشانہ بنانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ آئینی ترامیم کو جنوبی ریاستوں میں غیر مؤثر کرنے کے لیے 'بلیک کوڈ' کے تحت تمام امتیازی قوانین مؤثر رہے۔ یاد رہے کہ امریکی صدور میں سے سب سے زیادہ غلام تھامس جیفرسن کے (600 سے زائد) اور جارج واشنگٹن کے (200) تھے۔ آئین میں ترامیم کی دھوم دھام کو ٹسٹ کرنے کو ایک سیاہ فام ہومر پلیسی 1896ء میں گوروں کے لیے مختص ٹرین میں بیٹھ گیا۔ (ترامیم برابری کی دعوے دار تھیں لیکن عملاً ٹرین، بس، ہوٹل، غسل خانے، چرچ، پانی کے نل الگ الگ تھے، کالے اور گورے کے لیے!) پلیسی اس پر گرفتار کر لیا گیا، جرمانہ ہوا۔ معاملہ امریکی سپریم کورٹ تک پہنچ گیا۔ سپریم کورٹ نے نسلی امتیاز برقرار رکھنے کے حق میں فیصلہ دیا۔ توجیہہ یہ کی کہ حقوق برابر لیکن الگ ہوں گے۔ یعنی کالی گوری ٹرین کا امتیاز باقی رکھا جائے گا!

سو امریکا کی سفید فام برتری کا کیڑا، کورونا سے کم ہلاکت خیز نہیں۔ سیاہ فام آبادی میں اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے شعور اور بیداری کے لیے تحریکیں اٹھا کھڑی کرنے والوں میں دو بڑے نام ہیں۔ مارٹن لوتھر کنگ (عیسائی پادری) اور نومسلم میلکم ایکس۔ حالات کا جبر یہ ہے کہ دونوں 39 سال ہی کی عمر میں تین سال کے وقفے سے مارے گئے۔ مارٹن لوتھر کنگ شہری آزادی کی تحریک کا صلح جو پُرامن داعی تھا اور میلکم ایکس شعلہ بیان، آتش دہاں لیڈر اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کا قائل تھا۔ انجام دونوں کا ایک ہی ہوا۔ حالیہ ہنگاموں میں سیاہ فام آبادی، میلکم ایکس کی یاد تازہ کر رہی ہے۔ سالہا سال کی پُرامن کوششیں اور صبر بار آور نہ ہوا۔ ردعمل کی شدت اور آئینہ دکھانے کا شاہکار اس پیراگراف میں دیکھیے جو الجزیرہ (7 جون) پر، یانک جیووانی مارشل نے تحریر کیا ہے، 'نسل پرستانہ امن' کے عنوان سے۔

'آقا اور غلام کا امن الگ الگ ہوتا ہے۔ ان کا امن یہ ہے کہ سیاہ فام خاموشی سے اپنی لاشیں وصول کرتے رہیں۔ ہماری اسکرینوں پر ان کی تصاویر آتی رہیں...... نیز یہ کہ...... 'جب ان کے بے گناہ مرتے ہیں تو وہ جنگیں چھیڑ دیتے ہیں۔ ان کے احتجاج کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے معصوم مر جائیں تو وہ ان ملکوں پر جنگ برسا دیتے ہیں جن کے بارے میں ان کا گمان ہوتا ہے کہ وہاں دہشت گرد ہیں۔ ان کا احتجاج توپوں کے گولوں (میزائیلوں) سے ہے۔ بیس سالہ جنگوں سے ہے۔ پُرتشدد طریقے سے حکومتوں کے تختے الٹنے سے ہے۔ معاشروں کو اپنی خواہشات اور تصورات کے مطابق ڈھالنے سے ہے۔ پوری دنیا کو وہ ہلا مار کر بتاتے ہیں کہ ہم یہ تکلیف (5 ہزار کے مرنے کی) دوبارہ نہیں اٹھائیں گے۔ اور یہ ادھر ہم جن کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں، وہی ہمارے چاروں طرف موجود رہنے چاہئیں جو یہ یقینی بنانے کے لیے یہاں موجود ہیں کہ ہم گھاس پر پاؤں نہ رکھیں یعنی کوئی حد نہ پار کریں! (سفید فاموں کی منافقت کا زہر مذکورہ بالا تاریخ کی بنا پر اتنا گہرا گھاؤ روح پر چھوڑ چکا ہے کہ یہ ان کی ہمراہی مظاہروں میں بھی قبولنے پر راضی نہیں! جانتے ہیں کہ یہ اشک شوئی ہے نری۔)

اس مختصر امریکی تاریخ میں دنیا میں ظلم و جبر و استحصال سے نجات کے لیے مسیحا کی تلاش، متبادل قیادت، متبادل نظامِ حیات کی پیاس دیکھی جاسکتی ہے۔ بہ حیثیت مسلمان ہمیں اپنی ذمہ داری سمجھنے 'ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے' کی ضرورت ہے۔ (وہ حرم جو تالا بند ہو کر ہمیں رنج و الم میں ڈبو گیا۔ امت دم نہ کشید م کی تصویر بنی رہی!) شاہ کلید، نسخۂ شفا، امنِ عالم کی ضمانت تو اسلام کی آفاقیت اور قرآن کی حقانیت میں ہے۔

دست ہر نا اہل بیمارت کند
سوئے مادر آ کہ تیمارت کند

چار صدیوں کے ظلم و قہر میں دھکے کھاتی اذیت ناک سیاہ فام غلامی سے نکل کر یہ اپنی شناخت کے سفر پر نکلے تو اسلام کا ورثہ افریقہ سے جبراً لائے جانے والے آباء و اجداد کی پٹاریوں سے انہیں ملا۔ پہلے خود کو گورے سے جدا شناخت، سفید فام برتری کے مقابل سیاہ فام برتری اور گورے سے نفرت پر 'نیشن آف اسلام' کے عنوان سے عالی جاہ محمد کی تنظیم سے بڑی تعداد وابستہ ہوئی۔ انہوں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے نسبت جوڑی اور بلالی مسلمان کہلائے۔ سفید فام کو شیطان سے منسوب کیا۔ نومسلم میلکم ایکس کی داستانِ حیات امریکی سیاہ فاموں کی پچھلی صدی میں جدوجہد، آیندہ کے امکانات، آزمائشوں اور کسمپرسیوں سے نبرد آزما ہونے کی سرگزشت ہے۔ میلکم (1925 تا 1965ء) سات بہن بھائیوں میں چوتھے نمبر پر تھا۔ والدین سیاہ فاموں کے حقوق کے لیے تحریکوں میں پرجوش حصہ لیتے رہے۔ انہوں نے اپنی اولاد میں خود اعتمادی اور سیاہ فام تفاخر اتارا۔

سفید فاموں کے ہاتھوں میلکم کے چار چچا مارے گئے۔ 'کے کے کے' سفید فام جنونی تنظیم کی دھمکیوں کی بنا پر بار بار شہر بدلے۔ 1929ء میں ان کا گھر بھی انہوں نے جلا دیا۔ والد کار حادثے کا شکار ہو گئے لیکن عام تاثر یہی تھا کہ وہ جنونیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ میلکم اس وقت 6 سال کا تھا۔ ماں حالات کی سختی کا سامنا کرتی ہار گئی۔ ذہنی توازن کھو بیٹھی۔ ہسپتال بھیج دی گئی۔ بچے لے پالکی کی زندگی نذر ہوئے۔ میلکم کا جونیئر اسکول کا ریکارڈ غیر معمولی تھا۔ ہائی اسکول اس وقت چھوڑ دیا جب گوری ٹیچر نے حوصلہ شکنی کر دی کہ 'نیگرو' ہونے کی وجہ سے تم وکیل نہیں بن سکتے۔ چھوٹی موٹی نوکریاں کیں۔ 1943ء میں نیویارک، ہارلم آ گیا جو سیاہ فام پسماندہ علاقہ ہے۔ اس دوران بوسٹن میں گوروں کے ہاں (ضدم ضدا) چوریاں کرنے کے لیے چار ساتھی بنائے۔ ایسی سرگرمیوں کے ہاتھوں 10 سال قید ہو گئی۔ جیل میں ایک ساتھی کی بدولت کتابیں پڑھنے کا شوق شدت پکڑ گیا۔ اسی دوران بہن بھائیوں نے عالی جاہ محمد کی تنظیم 'نیشن آف اسلام' سے متعارف کروایا۔ خنزیر اور سگریٹ چھوڑ دیا۔ یہ عقیدہ سما گیا کہ سفید فام شیاطین ہیں۔ (گوروں کے ساتھ ہر تعلق میں اسے خیانت، عدم انصاف، حرص اور نفرت ہی کا تجربہ ہوا) نماز، عجز کے ساتھ اللہ کے حضور دعا کا رشتہ استوار ہوا۔ تمام غلط کاریوں سے تائب ہوا۔ یہاں نام کے ساتھ (جو اصلاً میلکم لٹل تھا) ایکس لگانا شروع کیا۔ یعنی وہ اصل افریقی خاندانی نام جو غلامی کے لیے اغوا میں کھو گیا، اس کی تلاش تک میلکم ایکس (X) ہو گیا۔ بقول اس کے، سفید فام نیلی آنکھوں والے شیطان آقا 'لٹل' کے نام کی جگہ، جو میرے والدین پر مسلط کیا گیا تھا۔ اب میلکم سحر انگیز شخصیت کا حامل شعلہ بیان مقرر بن چکا تھا۔ 1958ء میں شادی کی۔ چھ بیٹیاں ہوئیں۔ ریڈیو، ٹی وی پروگرام پر بلایا جانے لگا۔ پولیس مسلسل پیچھا کیا کرتی۔ مزاج بغاوت پر استوار ہوا تھا۔ یہ سارے سال گوروں سے شدید نفرت اور سیاہ فام برتری میں ڈوب کر گزارے۔ مارٹن لوتھر کنگ کی صلح جوئی کا شدید ناقد، سیاہ فاموں کے لیے امریکا میں الگ ملک بنانے کا بھی خواہش مند ہوا!

نیشن آف اسلام اس کی سحر انگیز تقاریر سے 1200 سے بڑھ کر (بعض کے مطابق) 75 ہزار تک جا پہنچی۔ محمد علی کلے کو بھی اس تنظیم میں یہی لے کر آیا۔ تاہم اس دوران مصر، شام، سوڈان، نائیجیریا، گھانا کے سفر کیے۔ اللہ نے حج کا موقع عطا فرمایا جس نے میلکم کو اصل اسلام سے متعارف کروایا۔ سفید فام کو شیطان سمجھنے والے نے حرم میں، مکہ کے سفر میں اسلام کی آفاقیت، خطبۂ حجۃ الوداع میں کالے گورے کی تفریق ختم کر دینے والی تعلیم کو مسلم اخوت میں گندھے دیکھا۔ فکر و نظر میں انقلاب برپا ہوا میلکم، الحاج ملک شہباز بن گیا۔ نیشن آف اسلام سے علیحدگی اختیار کر لی۔ افریقی امریکیوں کے اتحاد کے لیے تنظیم بنائی۔ FBI کی نگاہوں میں خار بن کر کھٹکتا رہا۔ میں سر بکف ہوں لڑا دے کسی بلا سے مجھے، کی کیفیت لیے اس کی حق گوئی و بے باکی نے صرف امریکا نہیں، برطانیہ، یورپ میں نسلی استحصال پر بھی ڈٹ کر آواز اٹھائی۔ افریقہ میں آزادی کی لہر کے قوت پکڑنے کا اندیشہ ہونے لگا۔ محکوم رنگ دار قوموں اور مسلمانوں کے لیے مضبوط موقف کا کھل کر اظہار کرتا۔ امریکی اسٹیبلشمنٹ اور عالمی نظام کے لیے خطرے کی علامت تھا۔ فروری 1965ء میں بظاہر نیشن آف اسلام کے حملہ آوروں نے قتل کیا لیکن پس پردہ ہاتھ بہت نمایاں تھا! وہ قوتیں جو (بقول اس کے) 12 سال سیاہ فام قومیت کے جنون میں ضائع کرتا رہا، اب امت اور اصل اسلام سے نتھی ایک ابھرتا ہوا ستارہ بن چکا تھا، جو ڈوب گیا! سامراجی استحصالی قوتوں نے حریت، انسانی وقار کی بحالی کی ہر مؤثر آواز کا گلا اسی طرح گھونٹا۔ وہ جو رگیدا، دھتکارا گیا، صبر اور جبر کی بھٹیوں سے کندن بن کر نکلا۔ تاریکیوں کے نقیب، تیرہ و تار دل دماغ اس کا وجود کیونکر گوارا کرتے۔ صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا ڈالنا ہی ان کا ازلی طریق واردات تھا! مسلمان ہونا بدرجہ اولیٰ ناقابل قبول جرم تھا۔ پچھلی دو صدیوں میں ایسے بے شمار کردار ابھرتے ہی زندانوں، پھانسیوں، اندھی گولیوں، اور اب ڈرون کا نشانہ بنا دیے گئے۔ بیشتر نے تیس چالیس برس سے زیادہ عمر نہ پائی! بالخصوص فلسطین، کشمیر میں برہان وانی، ذاکر موسیٰ، ریاض نائیکو جیسی ابھرتی نوجوان قیادتوں کو حریت پسندوں اور ظالم و جابر قوتوں کے آگے سر نہ جھکانے کی پاداش میں شہادتوں سے ہم کنار کیا جاتا ہے۔

اگرچہ لا منتہا داستان ہے ماضی بعید سے حال تک کی۔ تاہم گزشتہ بیس سالوں میں عالمی اتحاد رہا ہے پوری مسلم دنیا کو ایسے نوجوانوں سے محروم کر دینے کا۔ رو، سیاہ داڑھیوں والے شیر نوجوانوں کی سجا کرتی ہیں جو فلسطین، کشمیر، شام، کسی بھی مسلم خطے سے ہو سکتے ہیں۔ دہشت گردی کے عنوان سے ریاستوں کو نائن الیون کی آڑ میں خود دہشت گرد بن کر ٹوٹ پڑنے کی کھلی چھوٹ دی گئی۔ دنیا نے میانمار میں مسلمانوں (روہنگیا) کے معاملے میں جس بے حسی کا ثبوت دیا، اس نے بوسنیا، کوسوو کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ تاہم اب دنیا کا نقشہ، اس کا سیاسی موسم بدلے گا۔ اس کی شروعات امریکا، کے طالبان سے مذاکرات کرنے سے ہو چکی۔ حالات کے جبر میں اسے اپنی شکست تسلیم کرنی پڑی، فوجیں نکالنے کی کڑوی گولی، یعنی مذاکرات کا گھونٹ بھرنا پڑا۔ اسی اثناء ناگہانی کورونا کی افتاد نے پوری دنیا ہلا ماری۔ کوئی دوا کارگر نہ ہوئی سبھی تدبیریں الٹی پڑتی معیشت نگلنے لگی عالمی سطح پر۔ ابھی سنبھلے نہ تھے کہ جارج فلوئیڈ کی موت پر آتش فشاں پھٹ پڑا۔ یہ پہلا قتل تو نہ تھا۔ (خود ہمارے ہاں پولیس مقابلوں میں اہل ایمان مارے جاتے رہے۔ اندھا دھند۔ نقیب اللہ محسود سوشل میڈیا پر آیا تو وقتی غبار اٹھا اور حقائق کچھ کھلے!) ہر سال ایسے کم و بیش ایک ہزار مارے ہی جاتے رہے لیکن اب لوگ کورونا بھلا کر پورے مغرب میں سڑکوں پر امڈ آئے۔ امریکا کے طول و عرض میں غیر معمولی ردعمل کا مظاہرہ ہوا۔ کرفیو لگانے پڑے۔

دنیا کا نقشہ بدلنے کو ہے۔ اب خود کہہ رہے ہیں، اقدامات مسلسل کرنے پر مجبور ہیں کہ 'امریکا تبدیلی کے تجربے سے گزر رہا ہے۔' المیہ یہ ہے کہ غلامی کے ہولناک جرائم پر امریکی مجموعی رویہ چوری اور سینہ زوری کا رہا۔ غلامی کی بدترین علامتوں اور کرداروں کے مجسمے اور یادگاریں، آزاد کردہ افریقی امریکیوں کے سینے پر مونگ دلتی امریکا یورپ کے طول و عرض میں موجود رہیں۔ سفید فام برتری کی ان علامتوں تلے فلوئیڈ جیسے سیاہ فام امریکی پولیس کے گھٹنے تلے دبے، یا فائرنگ سے جانیں دیتے رہے۔ ایسی 1503 علامتیں اور یادگاریں فخریہ اپنی سیاہ فام آبادی کے زخموں پر نمک چھڑکتی رہیں۔ ان کے کھڑے کیے جانے کا مقصد بھی انہیں ان کی اوقات یاد دلاتے رہنا، نفسیاتی خوف میں مبتلا رکھنا تھا۔ اب شہر شہر یہ مجسمے گرائے جا رہے ہیں۔ مظاہرین نسلی تنافر کی ان علامتوں پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ برطانیہ کے ساحلی شہر برسٹل میں تاریخ کے سیاہ باب کی علامت، برطانوی غلاموں کے تاجر کولسٹن کا مجسمہ گرا توڑ کر سمندر برد کر دیا۔ مظاہرین نے مجسمے کی گردن پر چڑھ کر گورے پولیس افسر کا عمل دوہرایا، اظہار غیظ و غضب کے لیے۔ یہی کام ورجینیا میں ولیمز کارٹر کے مجسمے کے ساتھ ہوا۔ رسا باندھ کر گرایا جو سفید فام برتری کا ایک ستون اور غلاموں کے مقدر میں تاریکیاں بھرنے والا یادگار کردار تھا۔ 1891ء سے یہ مجسمہ، انسانی حقوق اور عدل و انصاف کے راگ الاپنے والی اس سپر پاور کے ہاں آج بھی سر اٹھائے کھڑا تھا۔ تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی! (جاری ہے)

کرونا وائرس اور فریضۂ دعوتِ دین

وقاص احمد (رفیق تنظیم اسلامی)

موجودہ حالات اور بہت سے اقرباء، دوستوں اور احباب کو دیکھتے ہوئے، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کورونا وائرس کی حقیقی بیماری اور احتیاطی تدابیر تو ایک طرف، اس وائرس کے حوالے سے مین اسٹریم اور سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلائی گئی بے جا اور غیر حقیقی ہولناکی اور ہیبت اور پھر اس سے جڑی ڈرامے بازی اور نوٹنکی نے لوگوں کے ذہنوں پر شدید اثر کیا ہے۔ ہمیں معاشرے میں ایسے افراد کثیر تعداد میں مل جائیں گے جن کے اندر کورونا کے حوالے سے خوف اور احتیاطی تدابیر دیوانگی کی اس حد تک پہنچ گئی ہیں کہ ان کا شمار نارمل لوگوں میں کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک زمانے میں کراچی کے ایک شام کے اخبار نے مقبولیت کے سارے ریکارڈ اس طرح توڑے کہ عقل اخبار والوں کی ذہانت پر اش اش کر اٹھی۔ اخبار نے نوے کی دہائی میں کراچی میں ہونے والی ہلاکتوں کی تعداد اور ہلاک ہونے والوں کی تصاویر بہت نمایاں کر کے شائع کرنا شروع کر دیں اور سب سے بڑھ کر لال خونیں رنگ کا استعمال بے دریغ کرنا شروع کر دیا جس نے خوف کی انتہائی پر اثر نفسیات کو ابھارتے ہوئے لوگوں کے ذہنوں کو جکڑ لیا اور اس طرح اس اخبار نے شام کے تمام اخبارات کو پیچھے چھوڑ دیا۔

کچھ اسی طرح کی اسٹریٹجی دنیا بھر کے اکثر مفادات زدہ کارپوریٹ میڈیا اور اس کے پاکستانی حواریوں نے بھی اپنائی۔ جس نے ایک طرف تو لوگوں کو ذہنی مریض اور باؤلا بنایا۔ دوسری طرف ایک ایسے بڑے طبقے کو بھی جنم دینے میں مدد کی جس نے اس وائرس کی حقیقت اور اس کے لیے ضروری احتیاطی تدابیر کا ہی انکار کر دیا۔ یہ سادہ سی انسانی فطرت ہے کہ جب آپ کسی چیز کو اس کی حقیقت کے مقابلے میں انتہائی بڑھا چڑھا کر پیش کریں گے، جب حقائق میں سے بھی پسند کی حقیقت بیان کر کے اسی بات سے جڑی دوسری حقیقت یا بیان کو چھپائیں یا نظر انداز کریں گے جبکہ دوسری حقیقت کا منبع بھی اس شعبے کا ایک بڑا ڈاکٹر، مصدقہ سائنسدان یا قابل ذمے دار شخص و ادارہ ہو تو لوگ بے اعتمادی کا شکار ہو کر دوسری انتہا پر بھی چلے جاتے ہیں۔ نتیجتاً ایک طرف کچھ لوگ صبح شام دروازے کا ہینڈل، جوتے کے تلوے اور موبائل کی اسکرین ہی صاف کیے جا رہے ہیں، نہ کسی سے ملاقات کر رہے ہیں نہ کسی کو گھر پر آنے دے رہے ہیں تو دوسری طرف بغیر کسی ماسک اور فاصلے کے محفلیں اور بغلگیریاں ہیں، بے ہنگم ہجوم ہیں۔

ایسے ماحول میں جہاں کورونا وائرس نے اجتماعی طور پر ادا کیے جانے والے انتہائی اہم دینی فرائض کی بجا آوری میں تعطل و رکاوٹ پیدا کی وہیں دوسرے ''ایمانی'' فرائض تو پس پشت ہی چلے گئے۔ ''ایمانی'' کو راقم اس لیے اہمیت سے بیان کر رہا ہے کیونکہ یہ وہ فرائض ہیں جن کا کوئی شرعی حدود اربعہ متعین نہیں ہوتا۔ شریعت میں کوئی خاص مقدار، تعداد، کوئی وقت و مقام مکمل طور پر تعین کے ساتھ نماز روزے کی طرح واضح نہیں ہوتے۔ ان کاموں کی فرضیت کا احساس انسان کے علم اور حقیقی ایمان کے بڑھنے سے بڑھتا ہے۔ مزید برآں اس کے اپنے اور گرد و پیش کے حالات بھی اس پر اثر ڈالتے ہیں۔ صدقات نافلہ، ذکر اللہ، خلق اللہ کی خدمت، دعوت و تبلیغ اور اقامت دین جیسے انتہائی اہم فرائض کا تعلق اسی نوع سے ہے۔ کورونا وائرس کے ابتدائی خوف اور ہیبت نے (جس کے پیچھے کارفرما عوامل پر راقم کافی کچھ لکھ چکا ہے) نفسانفسی کا جو بازار گرم کیا اس کی پہلی جھلک ہمیں مہنگائی، اشیا خورد و نوش اور سامان کی گھروں میں ذخیرہ اندوزی سے نظر آئی۔ یہاں مین اسٹریم میڈیا کے برعکس وزیر اعظم کی عجلت و گھبراہٹ سے دور خطابات نے خوف اور ہوش ربا ہولناکی میں کمی لانے میں اچھا کردار ادا کیا۔ بہتر فیصلے کرنے کے لیے اس وبا کے حوالے سے صحیح اعداد و شمار اور اس معاملے سے جڑے تمام پہلوؤں پر غور کرنا انتہائی ضروری تھا۔ لاک ڈاؤن سے پہلے ہی الخدمت مستحقین، ناداروں اور متاثر ہونے والے محنت کشوں کی امداد کے لیے مستعد تھی جس نے امدادی کاموں کے دریا میں پہلی زبردست موج کا کام کیا۔ ڈاکٹروں اور پیرا میڈکس کے بعد سماجی تنظیموں کے ہی کارکن ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے پھیلے ہوئے خوف کے باوجود لوگوں سے شخصی، بالمشافہ ملاقات کر کے امداد پہنچانے کا اہم فرض ادا کیا۔ پاکستان میں بڑے پیمانے پر امدادی کاموں میں ہونے والی ان ذاتی ملاقاتوں اور ٹیم ورک نے کورونا کے غیر منطقی اور غیر حقیقی طور پر بڑھتے ہوئے خوف کا اثر زائل کیا۔ پھر اس کے بعد وائرس کے حوالے سے بھی ایسی سائنٹیفک معلومات بتدریج آتی رہیں جن سے پتا چلتا رہا کہ یہ وائرس کیا ہے اور کیا نہیں۔ ان لکھنے اور اشاعت کرنے والوں کو بھی داد دینی ہوگی جنہوں نے وائرس کی ہلاکت خیزی، لاک ڈاؤن اور علاج کے حوالے سے الگ بیانیہ رکھنے والے بڑے، قابل و اہل سائنسدانوں اور ڈاکٹروں کی رائے پر تحقیق کر کے مضامین لکھ کر قارئین کو نظر انداز ہوئے حقائق سے آگاہ کیا۔

اب جبکہ لوگ فیکٹریوں، کارخانوں، دکانوں، آفسوں میں کام بھی بھرپور طریقے سے کر رہے ہیں، وہ وقت آ گیا ہے کہ اسلامی تحریکوں اور تنظیموں سے منسلک کارکنان ضروری احتیاطی تدابیر کے ساتھ اپنے فرائض کی انجام دہی کا ایک نئے جذبے سے آغاز کریں۔ کم از کم دو فٹ کے فاصلہ اور ماسک کے استعمال کے ساتھ بغیر مصافحہ اور بغلگیری کے بھی دعوت کا کام ہو سکتا ہے۔ ذاتی ملاقاتوں میں دینی گفتگو، مذاکرے اور تعلیم و تبلیغ ہو سکتی ہے۔ اگر شرکاء محفل کا فاصلہ آپس میں تین چار فٹ سے زیادہ ہو تو ماسک کی کوفت سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ مصافحہ اگر گرم جوشی میں کر ہی لیا گیا ہے تو پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ جیب میں سینی ٹائزر کی شیشی رکھ لیں اور اس کا استعمال کریں۔ آنکھ، ناک اور زبان ہاتھ چھونے سے ویسے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ وہ اشخاص جو ساٹھ سال سے کم عمر ہیں اور کسی سنجیدہ عارضے کا شکار نہیں ہیں ان کو آگے آ کر فریضہ دعوت و اقامت کے کام میں ایک نئی جان ڈالنی چاہیے۔ اس پُرآشوب اور فتنوں سے بھرے دور میں جہاں آدمی ایک طرف خود غرضی،

خاندان کی دنیاوی ومعاشی فکر وخوف میں اُلجھا ہوا ہے وہیں اس کا دل اس مجموعی آفت وابتلاء میں نرم بھی ہے۔ اعزاء میں کسی کی موت، نوکری یا کاروبار کی بندش اور مندی نے انسان کو تنہائی میں اپنی اوقات اور دنیا کی حقیقتوں کے بارے میں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ایک داعی جب ایسے وقت میں للّٰہیت واخلاص سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ سفر کرے گا اور اپنے حبیب و مدعو سے ملاقات کرے گا تو بات میں اثر اور دل سوزی بھی زیادہ ہوگی۔ نتائج تو اللہ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں لیکن ایک اسلامی تحریک کا کارکن کیسے ان حالات میں سست اور غیر متحرک ہو سکتا ہے۔ وہ کیسے بھول سکتا ہے کہ لوگوں سے بغیر کسی دنیاوی غرض کے صرف اللہ کی خاطر ملنے کا اللہ نے کیا اجر رکھا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ میرے لیے آپس میں محبت کرنے والوں، ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھنے والوں، اور ایک دوسرے کو جا کر ملنے والوں، اور (ایک دوسرے کی خیر کے لیے) اپنی قوتیں صرف کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہوگئی (صحیح ابن حبان، مسند احمد)۔

حضرت معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ حدیث قدسی بیان کرتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ بندے جو میری عظمت اور جلال کی وجہ سے آپس میں الفت ومحبت رکھتے ہیں ان کے لیے نور کے منبر ہوں گے ان پر انبیا اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ (ترمذی)

امیر المؤمنین عمر الفارق ؓ کا فرمان ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ’’بے شک اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے، جو انبیاء میں سے نہیں اور نہ ہی شہیدوں میں سے ہوں لیکن قیامت والے دِن اللہ کے پاس اُن کی رتبے کی انبیا اور شہید بھی تعریف کریں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا ’’اے اللہ کے رسول ہمیں بتایئے کہ وہ لوگ کون ہیں؟‘‘ تو ارشاد فرمایا وہ (صرف) اللہ کی خاطر محبت کرنے والے لوگ ہوں گے، (کیونکہ) اُن کے درمیان نہ تو (ایمان کے عِلاوہ) کوئی رشتہ داری ہوگی اور نہ ہی کوئی مال لینے دینے کا معاملہ، پس اللہ کی قسم اُن کے چہرے پر روشنی ہی روشنی ہوگی اور وہ روشنی پر ہوں گے، جب (قیامت والے دِن) لوگ ڈر رہے ہوں گے اور غم زدہ ہوں گے تو وہ نہ ڈریں گے، اور نہ ہی غم زدہ ہوں گے۔ (سنن ابی داؤد)

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

وفاق المدارس سے الحاق شدہ

کُلّیۃ القُرآن (قرآن کالج) لاہور

191۔ اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

’’تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھتے ہیں اور دوسروں کو قرآن سکھاتے ہیں۔‘‘ (حدیث نبوی ﷺ)

درس نظامی کے ساتھ ساتھ میٹرک (آرٹس، سائنس)۔ ایف اے۔ بی اے اور ایم اے کے خواہش مند طلبہ کے لیے

آن لائن داخلے شروع

- کرونا وائرس اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے لاہور تشریف لائے بغیر بذریعہ واٹس ایپ اپنے کوائف ارسال کریں۔ مطلوبہ قابلیت کا جائزہ لینے کے بعد داخلہ دینے یا نہ دینے کے بارے آپ کو اطلاع کر دی جائے گی۔
- ریگولر کلاسز کے لیے حکومت پاکستان/وفاق المدارس کی ہدایات کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔
- کوائف ارسال کرنے کے لیے درج ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

1۔ مولانا محمد فیاض 0322-4939102

2۔ شہریار 0301-4882395

خصوصیات

- دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم
- حفاظ، ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے مراعات
- وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ/پنجاب یونیورسٹی کا نصاب
- نمایاں پوزیشن والے طلبہ کے لیے وظائف

المعلن حافظ عاطف وحید، مہتمم ریاض اسماعیل، پرنسپل

جہنم اور جہنم میں لے جانے والے اعمال

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے بڑا پیار اور بڑی محبت ہے۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے وہ چاہتا ہے کہ میرے بندے جہنم میں جانے سے بچ جائیں۔

وہ اگر بندوں کو جہنم سے نہ بچانا چاہتا تو ایک لاکھ سے زائد انبیاء علیہم السلام کو ہدایت کا پیغام دے کر نہ بھیجتا۔

وہ اگر بندوں کو جہنم سے بچانا نہ چاہتا تو انہیں جنت کا راستہ دکھانے کے لیے آسمان سے کتابیں نازل نہ فرماتا۔

وہ اگر بندوں کو جہنم سے بچانا نہ چاہتا تو موت تک در توبہ کھلا نہ رکھتا۔

اس کو چونکہ اپنے بندوں سے پیار ہے اس لیے وہ انداز بدل بدل کر بندوں کو سمجھاتا ہے۔

ایک ہی بات کو بار بار بیان کرتا ہے تاکہ کوڑھ مغز بندوں کی سمجھ میں بھی بات آجائے اور وہ جہنم کا ایندھن نہ بنیں۔

مسلمانوں کا اللہ کافروں کے ان دیوی دیوتاؤں جیسا نہیں جنہیں مخلوق کو عذاب میں دیکھ کر لطف آتا ہے۔ وہ تو محبت کرنے والا اللہ ہے وہ تو صاف کہتا ہے:

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ط﴾ (النساء:147)

''اگر تم شکر گزاری کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ کو تمہیں عذاب دے کر کیا کرنا ہے۔''

رحیم و کریم اللہ نے قرآن کریم میں جہنم کے ہولناک عذابوں کا ذکر کر کے اپنے بندوں کو سمجھایا ہے کہ کوئی ایسا عمل نہ کرو جو تمہیں جہنم میں لے جائے کیونکہ اس کے اذیت ناک عذاب کو تم برداشت نہیں کر سکتے۔

وہ جیل ہے مگر دنیا کی خطرناک جیل اس کے مقابلے میں ہیچ ہے۔

وہ عقوبت خانہ ہے مگر دنیا کا کوئی عقوبت خانہ اس کے دسویں حصے کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا، وہ ایک ٹارچر سیل ہے مگر دنیا کا ہر ٹارچر سیل اس کے مقابلہ میں صفر ہے۔

وہاں عجیب وغریب آگ ہوگی جو دلوں پر شعلہ زن ہوگی، جہنمیوں کے گلے میں طوق پڑے ہوں گے، انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا اور گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

جہنمیوں کا کھانا زقوم ہوگا اور ان کے پینے کے لیے کھولتی ہوئی پیپ ہوگی۔

جہنمیوں کا لباس آگ ہوگا اور وہ دائیں بائیں، اوپر نیچے، آگے پیچھے ہر طرف سے آگ میں گھرے ہوں گے۔ وہاں کوئی شنوائی نہیں ہوگی اور ہاں کوئی معذرت قبول نہیں کی جائے گی۔

محترم قارئین! جہنم تو یقیناً اللہ نے بنائی ہے مگر وہ مہربان اللہ ہمیں جہنم سے بچانا چاہتا ہے مگر غلطی ہماری ہے کہ ہم جہنم سے بچنا نہیں چاہتے اور وہ اعمال کرتے ہیں جو جہنم میں لے جانے کا ذریعہ ہیں۔

اللہ اور اللہ کے نبی نے سارے اعمال کھول کھول کر بیان کر دیے ہیں جو جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ ان اعمال میں سرفہرست کفر اور شرک ہے، کافر اور مشرک کا جنت سے کوئی تعلق نہیں، ان کا ٹھکانہ صرف اور صرف جہنم ہے۔

نماز کا نہ پڑھنا اور زکوۃ کا نہ دینا بھی جہنم کا مستحق بنانے کا ایک سبب ہے۔ سورۃ مدثر میں ہے کہ اہل ایمان قیامت کے دن جہنمیوں سے سوال کریں گے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿٤٤﴾﴾

''تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا وہ کہیں گے کہ ہم نمازیوں میں نہ تھے اور محتاج کو کھانا نہیں دیتے تھے۔''

ترکِ عبادات کے علاوہ جہنم میں لے جانے والے اعمال میں سے اہم عمل حرام مال بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّيَ بِالْحَرَامِ''

''وہ جسم جنت میں نہیں جائے گا جس نے حرام غذا سے پرورش پائی۔''

ہم بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ حرام مال بھی کھاتے ہیں اور عبادت بھی کرتے ہیں۔

صدقہ وخیرات بھی کرتے ہیں اور رشوت بھی کھاتے ہیں۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جو شخص گناہ سے مال کماتا ہے پھر وہ اس سے عزیزوں کی امداد کرتا ہے یا صدقہ وخیرات کرتا ہے یا اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، یہ سب کچھ قیامت کے دن جمع کیا جائے گا اور اس کے ساتھ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

جہنم میں جانے کا ایک بڑا سبب حقوق العباد کا ضائع کرنا بھی ہے۔ بندے کی جان، بندے کی عزت وآبرو اور بندے کا مال ان سب کا تحفظ اس کا حق ہے اور اس حق کا ضائع کرنا اللہ کی نظر میں اتنا بڑا جرم ہے کہ وہ اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ بندہ خود معاف نہ کر دے یا اس کی تلافی نہ کر دے۔

اعضا کا غلط استعمال بھی جہنم میں لے جانے والے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے آنکھ، کان، زبان، ہاتھ اور پاؤں یہ سب اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں ان سب کا صحیح استعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے اور ان کا غلط استعمال اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

بعض اوقات زبان سے نکلنے والا ایک غلط کلمہ جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بن سکتا ہے مثلاً کلمہ کفر کہہ دیا، اللہ کے حکم اور نبی ﷺ کی سنت کا مذاق اڑا دیا، کسی مسلمان کا دل دکھا دیا، کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے مسلمان آپس میں لڑ پڑے اور قتل وقتال تک نوبت پہنچ گئی تو یہ کلمہ انسان کو جہنم میں لے جائے گا۔

آئیے! ہم عزم کریں کہ ہر اس عمل سے بچیں گے جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ ناراض ہوتے ہیں اور ہر وہ عمل کریں گے جس سے وہ راضی ہوتے ہیں۔

ضرورت رشتہ

اویسی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 29 سال، گورنمنٹ جاب، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، باروزگار لڑکے کی لاہور سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-7061939

بقیہ: اداریہ اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اُس شہ رگ کو پاؤں تلے دبا کر رکھے۔ جب پاکستان اپنے کشمیری بھائیوں کے لیے کچھ نہیں کر سکا جو اُس کے جسد کا حصہ ہیں تو فلسطینیوں کے لیے کیا کر سکے گا لہٰذا ترکی اور پاکستان کی کیفیت بھی ایک بے بسی اور لاچاری کی ہے۔ لہٰذا صورتِ حال تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبلہ اوّل کو اگر صیہونی نقصان پہنچاتے ہیں تو مسلمان عربی ہو یا عجمی آہ و بکا ہی کرے گا۔ فی الحال عملاً کچھ کرنے کی پوزیشن میں نظر نہیں آتا۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا تھا: ع یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالم پیری

احادیث مبارکہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام میں سفید مینار والی مسجد میں اُتریں گے اور اُن کے ہاتھوں دجال کے قتل اور عالمی اسلامی حکومت کے قیام کا ذکر بھی موجود ہے۔ اُس سے پہلے امام مہدی کی سربراہی میں مسلمانوں کی فتوحات کا ذکر ہے۔ ہم ہر صحیح حدیث مبارک پر اپنی آنکھوں سے نظر آنے والی شے سے زیادہ ایمان رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان صدفی صد اُسی طور پر پورا ہوگا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن چونکہ ہم نہیں جانتے کہ اگلے لمحے کیا ہونے والا ہے لہٰذا ہم تو وہ عرض کریں گے جو اِس وقت زمینی حقیقت ہے۔ مسلمانوں کو یہ بات سمجھنا چاہیے کہ اُن کی اسلامی حکومت کے قیام کے حوالے سے ذمہ داری کیا ہے اُس ذمہ داری کو ادا کرنا ہوگا۔ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن آج اگر مسلمانوں نے اپنی دینی ذمہ داری پوری نہ کی تو کل کلاں اسلامی ریاست قائم بھی ہوگئی تب بھی وہ دنیا اور آخرت میں ناکام رہیں گے۔ مسلمان اسلامی نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کریں۔ اللہ اُن کی کوششوں کو رائیگاں نہیں جانے دے گا۔ ان شاء اللہ

جدید تعلیم یافتہ حضرات وخواتین کے لیے دینی علوم کے حصول کا نادر موقع

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

جاری کردہ: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

رجوع الی القرآن کورس

(دورانیہ 9 ماہ)

عرصہ 38 سال سے باقاعدگی سے جاری تعلیمی سلسلہ

مضامینِ تدریس

پارٹ ۱ (سالِ اوّل) برائے مرد و خواتین

- تجوید و ناظرہ
- عربی گرامر (صرف ونحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیری ولغوی توضیحات)
- دورہ ترجمہ قرآن
- قرآن حکیم کی فکری وعملی رہنمائی
- سیرت وشمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- مطالعہ حدیث واصطلاحاتِ حدیث
- فکرِ اقبال
- فقہ العبادات
- معاشیاتِ اسلام
- اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سال دوم) برائے مرد حضرات

- عربی زبان وادب
- اصولِ تفسیر
- تفسیر القرآن
- اصولِ حدیث
- درسِ حدیث
- اصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- عقیدہ (طحاویہ)
- اضافی محاضرات

آغاز 10 اگست 2020 (اِن شاءاللہ)

ایام تدریس پیر تا جمعہ

نوٹ: بیرونِ لاہور رہائشی حضرات کے لیے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے۔ لہٰذا خواہشمند حضرات 8 اگست تک اپنی رجسٹریشن کروالیں۔

اوقات تدریس: صبح 8 بجے تا 12:30

36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
email:irts@tanzeem.org
www.tanzeem.org

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدماتِ قرآنی کا مرکز —— قرآن اکیڈمی

زیر انتظام مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور (رجسٹرڈ)

مزید تفصیلات کے لئے www.tanzeem.org

03161466611 - 04235869501-3

Trump vs Biden: Lose/Lose for Palestine

With the Netanyahu regime of Israel on the cusp of violating international law once again, this time by annexing large parts of Palestine, the United States is not only not opposing, but actually encouraging this crime. Of course, the U.S. is no fan of international law, as demonstrated in just the last few years by its withdrawal from the Joint Comprehensive Plan of Action (JCPOA); sanctions against Venezuela; financing of the terrorist regime in Afghanistan, and moving the U.S. embassy to Israel from Tel Aviv to Jerusalem, to name just a few. And it isn't just international law that the government disdains: U.S. law decrees that, for a nation to receive aid from the U.S., it must adhere to basic human-rights requirements. Israel doesn't even come close, but gets $4 billion from the U.S. annually.

Pundits advise us that Trump's chances of reelection shrink by the day. After all, he mishandled the coronavirus pandemic which has now killed over 115,000 U.S. citizens, and he watched the economy crash due to the pandemic. His early, rosy proclamations about how he was not worried about it, that it would 'miraculously' go away in the spring, etc., have all proven to be false.

Additionally, with civil unrest in the U.S. reaching levels not seen in decades, the result of deeply embedded racism within the police departments across the nation and in what passes for the U.S. justice system, he has only made things worse.

From quoting racists from the era of the 1960s ("when the looting starts, the shooting starts"), calling demonstrators "thugs" and saying local police should "dominate" them, to using tear gas to disperse peaceful demonstrators in front of the historic St. John's Episcopal Church, so he could stand in front of it and wave a bible aloft, he has done nothing to address the anger and pain that people are experiencing all over the country.

So with the bumbling Trump so much out of step with much of the country, enter Joe Biden. It remains a mystery to this writer how he won the nomination over Vermont Senator Bernie Sanders, but he has now earned enough votes to ensure that he will be the nominee. And what would a Biden presidency mean for Palestine?

Nothing positive, unfortunately. Biden has stated that, while he disagrees with the move of the embassy from Tel Aviv to Jerusalem, he would not change it. And although he says he opposes the annexation of the West Bank, he would not, as president, withhold financial aid to Israel as leverage to bring that country into compliance with international law. This is not without precedent.

In 1988, then Secretary of State George Schultz proposed a plan to help solve the Palestine-Israel issues. It included an international conference, a six-month period to bring about Palestinian self-determination, and scheduling talks at the end of that year to finally resolve the entire conflict. This proposal was immediately and entirely rejected by then Prime Minister Yizhak Shamir.

The U.S., in response, issued a new memorandum, emphasizing economic and security agreements with Israel, and accelerating the delivery of seventy-five F-16 fighter jets. It was hoped, apparently, that this would induce Israel to accept Schultz's plan. If that was the hope, it failed completely. "Instead, as an Israeli journalist commented, the message received was: 'One may say no to America and still get a bonus.'"

So violation of international law in the context of Palestine will be as meaningless to a President Biden as it has been to President Trump and was to Presidents Obama, Bush, Clinton, etc. This may seem puzzling, considering that U.S. government spokespeople are forever proclaiming the U.S. to be a model of freedom and democracy, one that supports the human-rights struggles and self-determination of peoples around the world. One wonders if that fairy tale is believed even by those who mouth it, considering all the evidence that belies it.

We will look at just two of those facts; time and space prevent a more in-depth study:

- Ottoman Empire: In 1918, President Woodrow Wilson said this: "The Turkish portion of the present Ottoman Empire should be assured a

- present Ottoman Empire should be assured a secure sovereignty, but the other nationalities which are now under Turkish rule should be assured an undoubted security of life and an absolutely unmolested opportunity of autonomous development….” Words without any substance, as it proved to be. They troubled his Secretary of State, Robert Lansing. In his private notes, Lansing wrote the following: “Will not the Mohammedans of Syria and Palestine and possibly of Morocco and Tripoli rely on it? How can it be harmonized with Zionism, to which the President is practically committed?”
- Libya: in 2011, Italian journalist Yvonne Devito said this about Libya, prior to the U.S. invasion: “Libya is considered to be the Switzerland of the African continent and is very rich, and schools are free for the people. Hospitals are free for the people. And the conditions for women are much better than in other Arab countries.” Yet the U.S. decided to invade, at least partly because of Muammar Qaddafi’s uncompromising support for Palestine. Today, thanks to U.S. (and European) intervention, Libya is a failed state, its people living in fear and poverty.

It must be remembered that Biden has been in office, in some capacity or the other, every year since 1969, with the exception of the last four. So he has been a part of the U.S. Deep State and every U.S. international misadventure in forty-seven of the last fifty-one years. This includes his support of the invasion of Iraq to rid that nation of weapons it didn’t have.

Biden’s apparent prejudice against the Palestinians is in keeping with his general racism. He strongly opposed desegregation in the early part of his career, and he co-wrote the Violent Crime Control and Law Enforcement Act of 1994. This bill increased the number of police officers and prisons, brought longer prison sentences and, perhaps worst of all, introduced financial incentives to lengthen those sentences.

And now he has proclaimed that a Biden presidency will mean business-as-usual for the U.S. in its relations with Israel (giving it everything it wants), and Palestine (continuing to finance and foster its brutal oppression). One must wonder if the $785,732.00 that he has received from pro-Israeli lobbies for his presidential run has influenced him in any way.

This is the United States of America: not the ‘land of the free and the home of the brave’, but the land of racism, oppression, police brutality and brutality abroad. It is a government that runs amok on the world stage; it is estimated to have killed at least 20,000,000 people just since the end of World War II. And the killing continues to this day.

The 2020 U.S. Presidential election, regardless of who wins the presidency, will not change this ugly and bloody record of domestic and international violence. Suffering around the world, and certainly in Palestine, will only increase.

Source*: Adapted from an article by Robert Fantina; Published on Peacedata.*

Note: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.***

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ سکھر کے ملتزم رفیق محترم شبیر احمد بٹ کرونا وائرس سے وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0306-7633995

☆ حلقہ حیدر آباد کے رفیق جناب عبدالمالک قریشی کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت:0311-1362054

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے ناظم تربیت کرنل (ر) عبدالقدیر کی اہلیہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت:0335-8291851

☆ قرآن اکیڈمی لاہور، شعبہ مطبوعات کے انچارج حافظ خالد محمود خضر کے چچازاد بھائی حافظ آباد میں اور ماموں زاد بھائی راولپنڈی میں انتقال کر گئے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی کے رفیق جناب انجینئر محمد عثمان علی کے بہنوئی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0321-2131193

☆ تنظیم اسلامی گل گشت ملتان کے نقیب چودھری خادم حسین کی اہلیہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت:0305-9265165

☆ حلقہ ملاکنڈ، اسرہ کبل کے نقیب محمد صدیق سواتی کی خالہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت:0315-8537845

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.20